١٣٣١هـ

العطايا القدير

في حكم التصوير

شيخ الإسلام إمام أهل السنة والجماعة العلامة المجدد

الإمام أحمد رضا خان الحنفي القادري البريلوي

١٢٧٢ - ١٣٤٠هـ

RIDAWI
رضا
PRESS

رسالہ نمبر	۱۵۷	فتاوی رضویہ کی جلد جس میں یہ رسالہ موجود ہے	۲٤

ضروري نوٹ

فتاوی رضویہ شریف کا دوسرا ایڈیشن علامہ مفتی عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد رشید علامہ حافظ عبد الستار سعیدی حفظہ اللہ تعالی کی سرپرستی میں رضا فاؤنڈیشن لاہور نے 30 ضخیم جلدوں میں شائع کیا تھا جس میں اعلیحضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کے 206 رسائل بھی شامل کر دئے گئے تھے۔ اس مطبوعہ فتاوی کا مصورۃ یعنی ڈیجیٹل Digital نسخہ (PDF) بھی بعض حضرات کی کاوشوں سے انٹرنیٹ پر فراہم کر دیا گیا ہے۔ اسی PDF سے یہ رسالہ ماخوذ ہے اور رضوی پریس نے محض اخراج کا کام کیا ہے۔ اللہ تعالی ان تمام علماء کرام اور ان کے معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے جن کی انتھک کوششوں کا نتیجہ تھا کہ فتاوی رضویہ کا جدید ایڈیشن منظر عام پر آیا۔ دعاؤں کے حقدار وہ حضرات بھی ہیں جن کے مساعی جمیلہ کے سبب فتاوی مبارکہ کے (PDF) تک ہر خاص و عام کی رسائی ہوئی جزاھم اللہ احسن الجزاء

RIDAWI
رضا
PRESS

رسالہ

العطایا القدیر فی حکم التصویر

۱۳۳۱ھ

(تصویر کے حکم کے بارے میں قدرت والے کی عطائیں)

www.alahazratnetwork.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلیٰ آلہ وصحبہ المکرمین عندہ

مسئلہ ۲۵۰: از احمد آباد محلہ جمالپور متصل مسجد کانچ مرسلہ مولوی عبدالرحیم صاحب ۲۹ صفر المظفر ۱۳۳۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ان دنوں شہر احمد آباد میں کاپیاں فوٹوگراف کی قیمت ۲ر کے بک رہی ہیں اور نمونہ اصل خدمت میں آپ کی مرسل ہے آپ اس کو ملاحظہ فرمائیں، یہ فوٹو حضرات پیر ابراہیم بغدادی عم فیضہ الصوری والمعنوی سجادہ نشین خانقاہ حضرت غوث اعظم حضرت پیرانِ پیر قدس سرہ العزیز کا ہے اس کو احمد آبادی وغیرہ تبرک کے طور پر رکھتے ہیں اس کا رکھنا مکانوں میں حرام ہے یا نہیں؟ اور جن مکانوں میں یہ فوٹو ہوگا اُن میں رحمت کے فرشتے آئیں گے یا نہیں؟ اور اس فوٹو کے رکھنے سے برکت نازل ہوگی یا نہیں؟ اور برزخ شیخ جمانے کے لئے فوٹو شیخ کا سامنے رکھ کر اس کا برزخ جمانا شریعت وطریقت میں جائز ہے یا نہیں؟ بیّنوا بیانا شافیا توجروا اجرا وافیا (شفا بخش بیان فرماؤ اور اللہ تعالےٰ کی بارگاہ سے پورا پورا اجر وثواب پاؤ۔ ت)

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الخالق البارئ المصور الذی صورنا فاحسن صورنا وخلق وحدہ العالم فقیرہ وقطیرہ وقضی بالعذاب اشد ھو العقاب علی الذین یضاھئون خلق اللہ فیخلقوا ذرۃ او لیخلقوا حبۃ او یخلقوا شعیرۃ والصلوٰۃ والسلام علی من اتی بمحق الاوثان و توحید الرحمٰن وحرم التصویر صغیرۃ وکبیرۃ و وجعلہ کبیرۃ وعلٰی آلہ وصحبہ وابنہ الاکرم الغوث الاعظم وسائر حزبہ صلوٰۃ وسلاما توازیان عزہ وتوقیرہ رب انی اعوذ بک من ھمزات الشیطٰن واعوذ بک رب ان یحضرون۔

ہر قسم کی تعریف وتوصیف اُس اللہ تعالٰی کے لئے ہے جو (تخلیق کا) اندازہ کرنے والا، بنانے والا اور تصویر کشی کرنے والا کہ جس نے ہماری صورتیں بنائیں اور ہمیں حسین وجمیل صورتوں سے نوازا، اور اس نے تنہا ساری دنیا کو پیدا فرمایا خواہ تخمِ خرما کا گٹھا ہو یا اور کوئی معمولی چیز ہو، اور اس نے عذاب دینے کا بڑا سخت فیصلہ فرمایا کہ اُن لوگوں پر نزولِ عقاب ہے جو اللہ تعالٰی کی تخلیق میں اس سے مشابہت اختیار کرتے ہیں تو وہ کوئی ذرّہ یا کوئی دانہ یا جَو پیدا کر دکھائیں، اور درود وسلام اُن پر ہو جو بتوں کو مٹانے اور وحدانیت رحمان کو بیان فرمانے کیلئے تشریف لائے اور اُنھوں نے چھوٹی بڑی تصویر کو حرام ٹھہرایا اور اِس کام کو کبیرہ گناہ قرار دیا، اور اُن کی آل اور ساتھیوں پر، اور ان کے مکرم شہزادے غوثِ اعظم (بڑے فریادرس) پر، اور ان کے باقی تمام گروہ پر (ہدیۂ درود وسلام ہو) ایسا شاندار درود وسلام کہ ان کی عزت وتوقیر کے برابر اور مساوی ہو۔ اے میرے پروردگار! میں شیاطین کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں، میرے پروردگار! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے پاس آئیں (اور مجھے اپنے مکر وفریب سے پریشان کریں)۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

اللہ عزّوجل ابلیس کے مکر سے پناہ دے، دنیا میں بُت پرستی کی ابتدا یونہیں ہوئی کہ صالحین کی محبت میں اُن کی تصویریں بنا کر گھروں اور مسجدوں میں تبرکاً رکھیں اور اُن سے لذت عبادت کی تائید سمجھی، شدہ شدہ وہی معبود ہوگئیں، صحیح بخاری وصحیح مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے آیۂ کریمہ:

وقالوا لاتذرن الھتکم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا یغوث و یعوق ونسرا[1]

کافروں نے کہا ہرگز اپنے خداؤں کو نہ چھوڑو، اور وَدّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کو کبھی نہ چھوڑو۔ (ت)

کی تفسیر میں ہے:

قال کانوا اسماء رجال صالحین من قوم نوح فلما ھلکوا اوحی الشیطان الی قومھم ان نصبوا الی مجالسھم التی کانوا یجلسون انصابا وسموھا باسمائھم ففعلوا فلم تعبد حتی اذا ھلک اولئک ونسخ العلم عبدت[2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے فرمایا یہ حضرت نوح (علیہ السلام) کی قوم کے نیک اور پارسا لوگوں کے نام ہیں، جب وہ وفات پاچکے تو شیطان نے بعد والوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ جہاں یہ لوگ بیٹھتے تھے وہیں اُن مجالس میں اُنھیں نصب کردو (یعنی قرینے سے اُنھیں کھڑا کردو) اور جو اُن کے نام (زندگی میں) تھے وہی نام رکھ دو، تو لوگوں نے (جہالت سے) ایسا ہی کیا۔ پھر کچھ عرصہ ان کی عبادت نہ ہوئی، یہاں تک کہ جب وہ تعظیم کرنے والے مرگئے اور علم مٹ گیا (اور ہر طرف جہالت پھیل گئی) تو پھر ان کی عبادت شروع ہوگئی۔ (ت)

عبد بن حمید اپنی تفسیر میں ابوجعفر بن المہلب سے راوی:

قال کان ود رجلا مسلما وکان محببا فی قومہ فلما مات عسکروا حول قبرہ فی ارض بابل وجزعوا علیہ فلما رای

ابوجعفر نے فرمایا: "ود" ایک مسلمان شخص تھا جو اپنی قوم میں ایک پسندیدہ اور محبوب شخص تھا جب وہ مرگیا تو سرزمینِ بابل میں لوگ اسکی قبر کے آس پاس جمع ہوئے اور اس کی جدائی پر

---

[1] القرآن الکریم ۷۱/۲۳

[2] صحیح البخاری کتاب التفاسیر باب ودًّا وسواعًا الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۷۳۲

ابلیس جزعهم علیه تشبه فی صورة انسان ثم قال اری جزعکم علی هذا فهل لکم ان اصور لکم مثله فیکون فی نادیکم فتذکرونه به قالوا نعم فصور لهم مثله فوضعوه فی نادیهم وجعلوا یذکرونه فلما رأی مالهم من ذکره قال هل لکم ان اجعل لکم فی منزل کل رجل منکم تمثالا مثله فیکون فی بیته فتذکرونه قالوا نعم فصور لکل اهل بیت تمثالا مثله فاقبلوا فجعلوا یذکرونه به قال وادرك ابناؤهم فجعلوا یرون ما یصنعون به وتناسلوا ودرس ذکرهم ایاه حتی اتخذوه الٰها یعبدونه من دون الله قال وکان اول ما عبد غیر الله فی الارض ود الصنم الذی سموه بودا[1]

بیقرار ہوئے (اور صبر نہ کرسکے) جب شیطان نے اس کی جُدائی میں لوگوں کو بیتاب پایا تو وہ انسانی صورت میں اُن کے پاس آیا اور کہنے لگا میں اِس شخص کے مرنے پر تمہاری بیقراری دیکھ رہا ہوں کیا مناسب سمجھتے ہو کہ میں بالکل اُس جیسی تمہارے لئے اس کی تصویر بنادوں، پھر وہ تمہاری مجلس میں رہے پھر اس کی تصویر دیکھ کر تم اُسے یاد کرو۔ لوگوں نے کہا ہاں یہ تو اچھی تجویز ہے۔ پھر شیطان نے لوگوں کے لئے بالکل اُسی جیسی اس کی تصویر بنادی اور لوگوں نے اُسے اپنی مجالس میں سجا رکھا اور اس کی یاد کرنے لگے۔ پھر جب شیطان نے دیکھا کہ اس کے ذکر سے لوگوں کی جو حالت ہوتی ہے۔ پھر شیطان کہنے لگا کیا تم یہ مناسب کہتے ہو کہ میں تم میں سے ہر شخص کے لئے اس کے گھر میں اس کے بزرگ کا عکس تیار کرکے سجادوں تاکہ وہ اس کے گھر میں موجود ہو، اور تم سب لوگ (انفرادی اور اجتماعی طور پر) اس کا تذکرہ کرتے رہو۔ لوگ کہنے لگے ہاں یہ بالکل ٹھیک ہے۔ پھر اس نے سب گھر والوں کے لئے بالکل اُسی جیسا اس کا ایک ایک فوٹو تیار کردیا پھر لوگ اس کی طرف متوجہ ہوگئے اور اس کا فوٹو دیکھ کر اُسے یاد کرتے رہے۔ راوی نے کہا اور ان کی اولاد نے یہ دَور پالیا، پھر وہ دیکھتے رہے کہ جو کچھ ان کے بڑے کرتے رہے، اور پھر نسل آگے بڑھی (اور پھیلی) اور جب اس کے ذکر کا سلسلہ کچھ پُرانا ہوگیا یہاں تک کہ جہالت سے پچھلے اور آنیوالی نسلوں نے اسے خدا بنالیا کہ اللہ تعالٰی کو چھوڑ کر اس کی عبادت کرنے لگے۔ (راوی نے کہا) سب سے پہلے زمین پر اللہ تعالٰی کے علاوہ جس کی عبادت کی گئی وہ یہی بُت ہے کہ جس کا نام لوگوں نے وَد رکھا ہے۔ (ت)

---

[1] الدر المنثور بحوالہ عبد بن حمید تحت آیۃ ۷۱/۲۳ دار احیاء التراث العربی بیروت ۸/۲۷۳-۷۴

نیز صحیحین بخاری و مسلم میں اُمّ المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے:

لما اشتکی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ذکر بعض نسائہ کنیسۃ یقال لہا مابیۃ وکانت ام سلمۃ وام حبیبۃ رضی اللہ تعالٰی عنہما اتتا ارض الحبشۃ فذکرتا من حسنہا وتصاویر فیہا فرفع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم رأسہ فقال اولٰئک اذا مات فیہم الرجل الصالح بنوا علی قبرہ مسجدا ثم صوروا فیہ تلک الصور اولٰئک شرار خلق اللہ عند اللہ[1]

جب حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ کی بعض بیویوں نے ایک گرجے کا ذکر فرمایا کہ جس کو ماریہ کہا جاتا تھا چنانچہ سیدہ ام سلمہ اور ام حبیبہ رضی اللہ تعالٰی عنہما (اللہ تعالٰی ان دونوں سے راضی ہو) ملکِ حبشہ میں تشریف لے گئیں، پھر انھوں نے وہاں یہ گرجا دیکھا، دونوں نے اسکے حسن اور اس میں سجی تصویروں کا تذکرہ فرمایا، تو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک اٹھا کر فرمایا: جب ان لوگوں میں کوئی نیک اور صالح آدمی مرجاتا تو اس کی قبر پر مسجد تعمیر کرتے پھر ان تصویروں کو سجا کر اس میں رکھ دیتے وہی اللہ تعالٰی کی بدترین مخلوق ہیں۔(ت)

www.alahazratnetwork.org

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے:

صوروا ای صور الصلحاء تذکیرا بہم ترغیبا فی العبادۃ لاجلہم ثم جاء من بعدہم فزین لہم الشیطٰن اعمالہم وقال لہم سلفکم یعبدون ہذہ الصور فوقعوا فی عبادۃ الاصنام[2]

(حدیث شریف میں ہے کہ) وہ نادان لوگ اچھے اور صالح لوگوں کی تصویریں بنا کر اپنی عبادت گاہوں میں سجا کر رکھ دیتے تاکہ ان کی یاد آتی رہے اور ان کے ذریعے عبادتِ الٰہی کی طرف رغبت پیدا ہو۔ پھر اُن کے بعد جب اور لوگ دنیا میں آئے تو شیطان نے پہلوں کے کارنامے اُن آنیوالے لوگوں کی نگاہوں میں آراستہ کرکے پیش کئے اور ان سے کہا کہ تمہارے اسلاف ان تصویروں کی پرستش کیا کرتے تھے، تو پھر یہ بھی ان کی عبادت میں مصروف ہوگئے۔(ت)

---

[1] صحیح البخاری کتاب الجنائز باب بناء المسجد علی القبر قدیمی کتبخانہ کراچی ۱/۱۷۹
صحیح مسلم کتاب المساجد باب النہی عن بناء المسجد علی القبور قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۲۰۱

[2] مرقاۃ المفاتیح شرح المشکوٰۃ کتاب اللباس باب التصاویر المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ ۸/۲۸۲

رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لاتدخل الملٰئکۃ بیتا فیہ کلب و لاصورۃ[1] رواہ الائمۃ احمد والستۃ والطحاوی عن ابی طلحۃ[2] والبخاری و الطحاوی عن ابن عمر[3] وعن ابن عباس، ومسلم وابوداؤد والنسائی والطحاوی[4] عن ام المؤمنین میمونۃ، ومسلم وابن ماجۃ والطحاوی عن ام المؤمنین الصدیقۃ و احمد ومسلم والنسائی والطحاوی و ابن حبان عن ابی ھریرۃ[5] والامام احمد و الدارمی وسعید بن منصور وابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ وابن خزیمۃ و ابویعلی والطحاوی و ابن حبان والضیاء والشاشی وابونعیم فی

رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا یا تصویر ہو (ائمہ محدثین مثلاً امام احمد، دوسرے چھ ائمہ حدیث اور امام طحاوی نے حضرت ابوطلحہ سے اس کو روایت فرمایا۔ نیز بخاری اور طحاوی نے حضرت عبداللہ ابن عمر، اور حضرت ابن عباس سے اس کو روایت کیا۔ امام مسلم، ابوداؤد، سنن نسائی اور طحاوی نے ام المؤمنین سیدہ میمونہ سے اور مسلم، ابن ماجہ اور امام طحاوی نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ سے اس کو روایت کیا ہے۔ مسند احمد، مسلم، نسائی، طحاوی اور ابن حبان نے بحوالہ حضرت ابوہریرہ اس کو روایت کیا ہے (اور اسی طرح) امام احمد، دارمی، سعید بن منصور، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابویعلی، طحاوی، ابن حبان، الضیاء، الشاشی، اور ابونعیم نے

www.alahazratnetwork.org

---

[1] مسند احمد بن حنبل عن ابی طلحہ ۴/ ۲۸ و صحیح البخاری کتاب بدء الخلق ۱/ ۴۵۸، ۴۶۸
صحیح مسلم کتاب اللباس ۲/ ۲۰۰ و سنن ابی داؤد کتاب اللباس ۲/ ۲۱۶
جامع الترمذی ابواب الادب ۲/ ۱۰۳ و سنن النسائی ص ۲۹۹
شرح معانی الآثار کتاب الکراہیۃ باب الصور تکون فی الثیاب ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۰۰

[2] " " عن ابن عباس " " " ۲/ ۴۰۰
صحیح البخاری کتاب المغازی ۲/ ۵۷۰ و کتاب اللباس ۲/ ۸۸۱

[3] صحیح مسلم ۲/ ۱۹۹ و مسند احمد بن حنبل ۶/ ۳۳۰ و سنن ابی داؤد ۲/ ۲۱۷

[4] صحیح مسلم ۲/ ۲۰۰ و ۲۰۱ و سنن ابن ماجہ ص ۲۱۸ و شرح معانی الآثار ۲/ ۳۰۳

[5] " " ۲/ ۲۰۲ و سنن النسائی ۲/ ۳۰۱ و شرح معانی الآثار ۲/ ۳۰۴

الحلیۃ عن امیر المؤمنین[1] علی والامام مالک فی المؤطا والترمذی والطحاوی عن ابی سعید[2] الخدری، واحمد والطحاوی والطبرانی فی الکبیر[3] عن اسامۃ بن زید والطحاوی عن ابی ایوب الانصاری رضی اللہ تعالٰی عنہم وقد فصلنا ھا فی فتاوٰنا۔

حلیہ میں امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس کو روایت کیا ہے۔ نیز امام مالک نے "موطا" میں، ترمذی اور طحاوی نے "معجم کبیر" میں حضرت اسامہ بن زید سے اس کو روایت فرمایا۔ اور اسی طرح طحاوی نے حضرت ابو ایوب انصاری کے حوالہ سے اس کو روایت فرمایا، اللہ تعالٰی ان تمام بزرگوں سے راضی ہو۔ اور ہم نے ان سب باتوں کو اپنے فتاوٰی میں تفصیل سے بیان فرمایا ہے (ت)

اور اس میں کسی معظم دینی کی تصویر ہونا نہ عذر ہوسکتا ہے نہ اس وبالِ عظیم سے بچا سکتا ہے بلکہ معظم دینی کی تصویر زیادہ موجبِ وبال ونکال ہے کہ اس کی تعظیم کی جائے گی اور تصویر ذی روح کی تعظیم خاصی بُت پرستی کی صورت اور گویا ملتِ اسلامی سے صریح مخالفت ہے۔ ابھی حدیث سُن چکے کہ وہ اولیا ہی کی تصویریں رکھتے تھے جس پر اُن کو بدترین خلق اللہ فرمایا۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر کون معظم دین ہوگا اور نبی بھی کون حضرت شیخ الانبیاء خلیل کبریا سیدنا ابراہیم علٰی ابنہ الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کہ ہمارے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے بعد تمام جہان سے افضل واعلٰی ہیں ان کی اور حضرت سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ وحضرت بتول مریم علیہم الصلوٰۃ کی تصویریں دیوارِ کعبہ پر کفار نے منقش کی تھیں، جب مکہ معظمہ فتح ہوا حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کو پہلے بھیج کر وہ سب محو کرادیں۔ جب کعبہ معظمہ میں تشریف فرما ہوئے بعض کے نشان کچھ باقی پائے پانی منگا کر بنفسِ نفیس انھیں دھویا اور بنانے والوں کو قاتل اللہ فرمایا اللہ انھیں قتل کرے،

ھذا معنی ما روی البخاری[4] فی صحیحہ والامام

جو کچھ امام بخاری نے اپنی صحیح میں روایت فرمایا

---

[1] سنن ابی داؤد ۲/ ۲۱۶ وسنن النسائی ۲/ ۳۰۰ وشرح معانی الآثار ۲/ ۴۰۰

[2] جامع الترمذی ۲/ ۱۰۴ ومؤطا امام مالک ما جاء فی الصور والتماثیل ص ۷۲۶

[3] مسند احمد بن حنبل ۵/ ۲۰۳ والمعجم الکبیر حدیث ۳۸۷ ۱/ ۱۶۲ وشرح معانی الآثار ۲/ ۴۰۰

[4] شرح معانی الآثار کتاب الکراہیۃ باب الصور تکون فی الثیاب ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۰۰
صحیح البخاری کتاب المناسک ۱/ ۲۱۸ وکتاب الانبیاء ۱/ ۴۷۳ قدیمی کتب خانہ کراچی
سنن ابی داؤد کتاب المناسک ۱/ ۲۷۷ ومسند احمد بن حنبل عن ابن عباس ۱/ ۳۳۵ و ۳۶۵

الطحاوی عن ابن عباس و الامام احمد وابو داؤد عن جابر بن عبد اللہ وعمر بن شیبۃ والامام الطحاوی عن اسامۃ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہم کما فصلناہ فی فتاوٰنا۔

اس کا مفہوم اور معنٰی یہی ہے، امام طحاوی نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے۔ امام احمد، ابوداؤد نے حضرت جابر بن عبداللہ کے حوالہ سے۔ اور عمر بن شیبہ اور امام طحاوی نے اسامہ بن زید سے اس کو روایت کیا ہے رضی اللہ تعالٰی عنہم۔ جیسا کہ ہم نے اپنے فتاوٰی میں اسکو مفصل بیان کیا ہے (ت)

ہاں بادی النظر میں یہاں یہ شبہہ گزر سکتا ہے کہ صاحبزادۂ موصوف کی یہ تصویر صرف سینے تک ہے اور انسان اتنے جسم سے زندہ نہیں رہتا۔ اور درمختار میں ہے کہ جب تصویر سے وہ عضو محو کردیا جائے جس کے بغیر حیات نہ ہو تو وہ ممانعت سے مستثنٰی ہے۔

حیث قال (اوکانت صغیرۃ) لاتتبین تفاصیل اعضائھا للناظر قائما وھی علی الارض ذکرہ الحلبی (اومقطوعۃ الراس او الوجہ) اومحوۃ عضولاتعیش بدونہ (اولغیر ذی روح) لایکرہ[1]

چنانچہ فرمایا اگر تصویر اتنی چھوٹی ہو کہ زمین پر رکھی ہو تو کھڑے ہوکر دیکھنے والے کو اس کے اعضا کی تفصیل معلوم نہ ہوسکے، چنانچہ حلبی نے اس کو بیان فرمایا یا اس کا سر یا چہرہ کاٹ دیا گیا ہو یا اس کے کسی ایسے اندام کو مٹادیا گیا ہو کہ جس کے بغیر وہ زندہ نہ رہ سکے، یا کسی غیر جاندار کی تصویر ہو تو ان ساری صورتوں میں کراہت نہ ہوگی (ت)

اور بنانے کے بعد مٹادینا اور سرے سے نہ ہونا دونوں کا ایک حکم ہے۔ ردالمحتار میں ہے:

قولہ اومقطوعۃ الرأس ای سواء کان من الاصل اوکان لھا رأس ومحی[2] اقول و باللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق۔

مصنف کا قول کہ یا تصویر کا سر کاٹ دیا گیا، یعنی اصل سے اس کا سر نہ ہو، یا سر ہو لیکن اسے مٹادیا گیا ہو۔ اقول (میں کہتا ہوں) اللہ تعالٰی کے کرم ہی سے توفیق حاصل ہوتی ہے اور اسی کی وجہ سے آدمی تحقیق کی چوٹی تک پہنچ سکتا ہے (ت)

یہاں یہ قول اس کا ہوسکتا ہے جس نے خدمت فقہ وحدیث نہ کی، نہ اُسے مقاصد شرع پر نظر ملی، اولاً مقام تنقیح میں سرے سے یہ عبارتِ دُرّی محلِ نظر ہے فقیر نے جس قدر کتب فقہیہ متون وشروح

---

[1] درمختار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا مطبع مجتبائی دہلی ۱/ ۹۲

[2] ردالمحتار " " " " " دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۳۶

وفتاوٰی حاضر ہیں سب کی طرف مراجعت کی، بیان حکم میں اس تعمیم میں درمختار کا سلف نہ پایا یہاں تک کہ بحر و درر کہ اکثر ماخذ کتاب ہیں ان میں بھی اس کا نشان نہیں، عامہ کتب مثل ہدایہ[1] و وقایہ[2] و نقایہ[3] و کنز[4] و وافی[5] و غرر[6] و اصلاح[7] و منتقی[8] و منیہ[9] و نور الایضاح[10] و ہدایہ و شرح وقایہ[11] و برجندی[12] و تبیین[13] و کافی[14] و درر[15] و ایضاح[16] و مجمع الانہر[17] و مراقی الفلاح[18] و فتح القدیر[19] و عنایہ[20] و خانیہ[21] و خزانۃ المفتین[22] و ہندیہ[23] حتی کہ خود جامع صغیر محرر مذہب امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی میں صرف ذکر راس پر اقتصار فرمایا کہ اگر تصویر بے سر کی ہو یا اس کا سر کاٹ دیں تو کراہت نہیں، اور خلاصہ[24] پھر اس کی تبعیت سے تنویر الابصار[25] و حلیہ[26] و بحر الرائق[27] و جامع الرموز[28] و غنیہ[29] و صغیری[30] و شرنبلالیہ[31] و عبد الحلیم علی الدرر[32] میں "وجہ" کا اضافہ کیا کہ چہرہ مٹا دینا بھی سر کاٹ دینے کی مثل ہے ذخیرۃ العقبٰی[33] و شلبی علی الزیلعی[34] و حسن عجیمی علی الدرر[35] و سعدی افندی علی العنایہ[36] و مسکین علی الکنز[37] کہ سید ابو السعود ازہری[38] نے بھی کہ درمختار سے کثیر الاخذ ہیں زیادت سے اصلاً تعرض نہ کیا **اقول** اور ذکر "وجہ" حقیقۃً زیادت نہیں کہ راس کا اطلاق اکثر چہرہ پر آتا ہے گردن جدا کر دینے کو سر کاٹنا ہی کہتے ہیں تو مقصود خلاصہ اس کا افادہ بھی ہے کہ محو بھی مثل قطع ہے اس کی عبارت یہ ہے:

ان کان مقطوع الراس لاباس بہ ولو محی وجہ الصورۃ فہو کقطع الراس[1]

اگر تصویر کا سر کاٹ دیا گیا تو پھر اس کے رکھنے میں کوئی حرج نہیں، اور تصویر کے چہرے کو مٹا دینا سر کاٹنے کی طرح ہے۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

ثم اقول (پھر میں کہتا ہوں۔ ت) دیگر اعضا وجہ و راس کے معنٰی میں نہیں اگرچہ بدار حیات ہونے میں مماثل ہوں کہ چہرہ ہی تصویر جاندار میں اصل ہے، ولہذا سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی نے اسی کا نام تصویر رکھا اور شک نہیں کہ فقط چہرہ کو تصویر کہتے اور بنانے والے بارہا اسی پر اقتصار کرتے ہیں ملوک نصاری کہ سکہ میں اپنی تصویر چاہتے ہیں اکثر فقط چہرہ تک رکھتے ہیں اور بیشک عامہ مقاصد تصویر چہرہ سے حاصل ہوتے ہیں وانما الشئ بمقاصدہ (یہی بات ہے کہ شے اپنے مقاصد پر مبنی ہوتی ہے۔ ت) امام اجل ابوجعفر طحاوی حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے راوی:

قال الصورۃ الراس فکل شئ لیس لہ راس فلیس بصورۃ[2]۔

فرمایا: تصویر "سر" کا نام ہے لہذا جس چیز کا سر نہ ہو وہ تصویر نہیں (ت)

---

[1] خلاصۃ الفتاوٰی کتاب الصلوٰۃ الفصل الثانی الجنس فیما یکرہ فی الصلوٰۃ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/ ۵۸

[2] شرح معانی الآثار کتاب الکراہیۃ باب الصورت تکون فی الثیاب ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۰۳

اور اسی طرف عبارتِ ہدایہ ناظر:

حیث قال اذا کان التمثال مقطوع الراس فلیس بتمثال[1]

چنانچہ (صاحب ہدایہ نے) فرمایا کہ جب کسی مجسمے کا سر کاٹ دیا گیا ہو تو پھر وہ مجسمہ نہ ہوگا۔ (ت)

بلکہ یہ جامع صغیر میں نصِ امام کبیر ہے:

محمد عن یعقوب عن ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالٰی عنہم اذا کان راس الصورۃ مقطوعا فلیس بتمثال[2]

امام محمد نے امام ابو یوسف کے حوالہ سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہم سے روایت فرمائی کہ اگر تصویر کا سر کاٹ دیا گیا ہے تو پھر وہ بلاشبہہ تمثال (مورتی) نہیں (ت)

لاجرم امام نسفی نے وافی و کافی میں تصریح فرمائی کہ اگر تصویر کا سر مقطوع نہیں کراہت مدفوع نہیں

وھذا نصہ لوکان فوق راسہ فی السقف او بین یدیہ او بحذائہ صورۃ غیر مقطوع راسھا کرہ[3]

امام نسفی کی تصریح یہ ہے اگر تصویر کسی شخص کے سر کے اوپر چھت میں موجود ہو یا اس کے سامنے ہو یا اس کے مقابل ہو لیکن اس کا سر نہ کاٹا گیا ہو تو کراہت ہوگی (ت)

www.alahazratnetwork.org

ظاہر ہے کہ نیم قد یا سینہ تک کی تصویر پر بھی صادق ہے کہ اس کا سر مقطوع نہیں تو حکم منع مدفوع نہیں۔ واللہ تعالٰی اعلم

ثانیاً قولِ درمختار ہی لیجئے جس پر محشیوں نے تقریر اور خادمی نے حاشیۂ درر میں تبعیت کی،

حیث قال مقطوعۃ الراس والمراد ممحوۃ عضو لاتعیش بدونہ کالوجہ[4]

چنانچہ اس نے کہا تصویر کا سر کاٹ دیا گیا ہو۔ مراد یہ ہے کہ اس کے کسی ایسے اندام کو مٹا دیا گیا ہو کہ جس کے بغیر زندگی نہیں ہوسکتی جیسے چہرہ (ت)

بیانِ مسئلہ میں اگرچہ یہ تعمیم فقیر نے کہیں نہ پائی مگر ایک مسئلہ کی دلیل میں کلامِ فتح سے اس کی

---

[1] الہدایۃ کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا المکتبۃ العربیہ کراچی ۱/۱۲۲

[2] الجامع الصغیر " باب فی الاحکام این تستحب لہ ان یقوم مطبع یوسفی لکھنؤ ص ۱۱

[3] کافی شرح وافی

[4] حاشیۃ الدرر علی الغرر للخادمی کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ مطبعۃ عثمانیہ ص ۷۰

طرف اشارہ سمجھا گیا،

اذ قال لو قطع یدیھا و رجلیھا لا ترفع الکراھۃ لان الانسان قد تقطع اطرافہ وھو حی[1]

جبکہ فتح القدیر میں فرمایا اگر کسی نے تصویر (فوٹو) کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے تو کراہت مرفوع نہ ہوگی اس لئے کہ کبھی انسان کے اطراف یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ کاٹ دیئے جاتے ہیں مگر اس کے باوجود وہ زندہ ہوتا ہے۔(ت)

علامہ طحطاوی نے اس سے وہ تعمیم استنباط فرمائی حاشیۂ مراقی الفلاح میں لکھا:

افاد بھذا التعلیل ان قطع الراس لیس بقید بل المراد جعلھا علی حالۃ لا تعیش معھا مطلقا[2]

اس تعلیل نے یہ فائدہ دیا کہ قطع الراس کا ذکر بطور قید نہیں بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ تصویر کو ایسی حالت میں کردینا کہ جس کی موجودگی میں وہ مطلقاً زندہ نہ رہ سکے۔(ت)

اقول (میں کہتا ہوں۔ت) اس استنباط میں نظر ظاہر ہے،

فان حاصل کلام الفتح ان ھذا مکروہ لکونہ علی حالۃ یعاش معھا وکل ما کان کذا فھو مکروہ ولا یلزم منہ ان کل ما ھو مکروہ فھو کذا فان الموجبۃ الکلیۃ لا تنعکس کنفسھا ووجدت نظیرہ فی الھدایۃ اذ قال الطلاق علی ضربین صریح وکنایۃ فالصریح قولہ انت طالق ومطلقۃ و

فتح القدیر کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ یہ مکروہ ہے اس لئے کہ شئی ایسی حالت پر ہے کہ جس کی موجودگی میں زندگی پائی جاسکتی ہے (مراد یہ کہ وہ حالت مانع حیات نہیں) اور ہر کام جو اس طرح ہو وہ مکروہ ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ ہر کام جو مکروہ ہے وہ اس طرح ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ موجبہ کلیہ کا عکس بنفسہا نہیں (یعنی موجبہ کلیہ کا عکس موجبہ کلیہ نہیں) میں نے ہدایہ میں اس کی نظیر پائی ہے کیونکہ صاحب ہدایہ نے فرمایا کہ طلاق کی دو قسمیں ہیں: (۱) صریح، (۲) کنایہ۔ چنانچہ طلاق صریح کی مثال مثلاً یہ

---

[1] فتح القدیر کتاب الصلوٰۃ فصل ویکرہ للمصلی الخ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۳۶۳

[2] حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح کتاب الصلوٰۃ فصل فی المکروہات نور محمد کارخانہ تجارت کتب ص۱۹۹

www.alahazratnetwork.org

طلقتك فهذا يقع به الطلاق الرجعي لان هذه الالفاظ تستعمل في الطلاق ولا تستعمل في غيره فكان صريحا وانه يعقب الرجعة بالنص ولا يفتقر الى النية لانه صريح فيه لغلبة الاستعمال اھ[1] **اقول** فمناط الصراحة هو غلبة الاستعمال كما افاد اٰخرا مما لم يستعمل في غير الطلاق كان اولٰى بالصراحة فيه فلذا علل الصراحة به في الالفاظ الثلٰثة وهو لا يفيد ان يستعمل في غيره نادرا لا يكون صريحا فيه وبالجملة وهو تعليل بما يتضمن العلة مع شئ زائد يفيده من باب اولٰى كذا ههنا مناط المنع هو الراس ولو وحده فاذا كان جميع ما يحتاج اليه للحياة باقيا تضمن العلة شئ مع زائده افاد المنع

کہنا (اپنی منکوحہ کو مخاطب کرتے ہوئے) تو طلاق والی ہے (انتِ طالق)، تو طلاق ہوگئی ہے (انتِ مطلقۃ)، میں نے تجھے طلاق دے دی (طلّقتك)، پس ان الفاظ سے طلاق رجعی واقع ہوگی۔ اس لئے کہ الفاظِ مذکورہ صرف طلاق میں استعمال کئے جاتے ہیں لہذا کسی دوسرے مفہوم میں استعمال نہیں کئے جاتے (اس لئے یہ طلاق کے الفاظ صریحہ ہیں) لہذا ان میں سے کسی ایک کے وقوع کے بعد رجعت ہوگی، اور یہ محتاج نیت نہیں، اس لئے کہ یہ افادیتِ معنٰی نہیں "صریح" ہیں، اور اس کی وجہ غلبۂ استعمال ہے اھ **اقول** (میں کہتا ہوں۔ ت) صراحت کا مدار غلبۂ استعمال ہے جیسا کہ آخر میں صاحبِ ہدایہ نے یہ افادہ پیش کیا، جو الفاظ بغیر طلاق نہ استعمال کئے جائیں وہ باب طلاق میں صریح ہونے کے زیادہ لائق ہیں، لہذا یہی وجہ ہے کہ مصنف نے الفاظ ثلاثہ مذکورہ میں صراحت بالطلاق ہونے کی تعلیل ذکر فرمائی ہے، یعنی الفاظ مذکورہ طلاقِ صریح کے الفاظ ہیں، اور علت غلبۂ استعمال ہے، اور یہ اس بات کیلئے مفید نہیں کہ اگر الفاظ مذکورہ بطور نادر غیر طلاق میں استعمال کئے جائیں تو پھر وہ مفہوم طلاق میں صریح نہ ہونگے (بلکہ اس کے باوجود وہ صریح طلاق کے الفاظ ہیں) (خلاصۂ کلام) وہ ایک ایسی چیز

---

[1] الہدایۃ کتاب الطلاق باب ایقاع الطلاق المکتبۃ العربیہ کراچی ۲/ ۳۳۹

www.alahazratnetwork.org

بالاولٰی فلا تدافع بین کلامی الھدایۃ اولا و اٰخرا و قد کان افاد ھذا فی الفتح نفسہ اذ قال ما غلب استعمالہ فی معنی بحیث یتبادر حقیقۃ او مجازا صریح فان لم یستعمل فی غیرہ فاولٰی بالصراحۃ فلذا رتب الصراحۃ فی ھذہ الالفاظ علی الاستعمال فی الطلاق دون غیرہ[1] اھ ثم زعم التدافع مع انہ قد اندفع بما قرر۔

کے ساتھ تعلیل ہے جو شئی زائد سمیت علت پر مشتمل ہے، جو بطریق اولٰی حکم کے لئے مفید ہے۔ پس یہاں بھی اسی طرح ہے کہ منع کا مدار راس (سر) ہے اگرچہ اکیلا ہو، پھر جب تمام محتاج الیہ حیات باقی ہوں تو پھر علت شئی زائد پر مشتمل ہوگی، تو پھر اس سے ممانعت بطریق اولٰی کا فائدہ ہوگا، لہذا صاحب ہدایہ کے پہلے اور پچھلے کلام میں کوئی تدافع اور تناقض نہیں، فتح القدیر میں بالکل یہی افادہ پیش فرمایا، جس لفظ کا استعمال کسی معنٰی میں غالب اور زیادہ تر ہو کہ بطورِ حقیقت یا مجاز وہی معنٰی متبادر ہو تو پھر وہ لفظ اس معنی میں "صریح" ہے۔ اور اگر کسی دوسرے معنی میں بالکل استعمال نہ کیا جائے تو پھر وہ اولٰی بالصراحۃ ہوگا، لہذا یہی وجہ ہے کہ ان الفاظ میں صراحت اس بات پر مرتب ہے کہ الفاظ مذکورہ صرف معنی طلاق میں مستعمل ہیں نہ کہ کسی دوسرے معنی میں اھ پھر اس نے تدافع سمجھا حالانکہ وہ اس کی تقریر (اور اثبات) سے دفع ہوگیا ہے۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

وللہ الحمد اسی طرز پر ایک بحث میں اُن کے تلمیذ امام ابن امیر حاج کے کلام سے اشارہ نکل سکتا ہے اور ویسا ہی اس کا جواب ہے،

حیث یقول اما قطع الراس عن الجسد بخیط مع بقاء الراس علی حالہ فلا ینفی

چنانچہ موصوف فرماتے ہیں اگر سر کو کسی دھاگے سے جدا اور قطع کیا جائے باوجودیکہ سر بدستور اپنے حال پر باقی رہے تو اس سے کراہت منفی

---

[1] فتح القدیر کتاب الطلاق باب ایقاع الطلاق مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/۳۵۱

الکراھۃ لان من الطیر ما ھو مطوق فلا یتحقق القطع بذلک کذا ذکروہ و ھو قاصر علی الطیر والظاھر ان الکراھۃ لاتنتفی فی غیرہ من الحیوانات بھذا الضنیع کما لا تنتفی فیہ فیحتاج الغیر الی توجیہ غیر ھذا ولعل الاولی ان یقال لان الحیوان الحی قد یجعل علی رقبتہ شئ ساتر لھا من خیط او غیرہ لغرض من الاغراض فیکون ھذا بمنزلتہ فلا تزول بہ الکراھۃ ثم لم اقف علی انہ لو فصل بین نصفہ الاعلی والاسفل بخیط حتی صار کانہ مقطوع شطرین ھل تزول الکراھۃ الظاھر انھا لاتزول کما فی الراس، لنحو ما ذکرنا انفا فی الراس و لاسیما فی الادمی فان ذلک یکون فیہ بمنزلۃ شد الوسط واللہ تعالٰی اعلم[1] اھ اقول والاتیان

نہ ہوگی کیونکہ کچھ پرندے مطوق (یعنی طوق کئے ہوئے ہوتے ہیں) تو اس سے قطع نہیں پایا جاتا چنانچہ ائمہ کرام نے اسی طرح ذکر فرمایا۔ اور یہ صرف پرندے میں منحصر (بند) ہے۔ لیکن ظاہر یہ ہے کہ کراہت باقی حیوانات میں بھی اس توجیہ کے علاوہ کسی اور توجیہ کی ضرورت ہے، شاید اولٰی یہ ہے کہ کہا جائے کہ کبھی ایسا ہوتا ہے کسی نہ کسی غرض کی وجہ سے۔ اکثر دھاگہ وغیرہ کسی حیوان کی گردن پر رکھ دیا جاتا ہے جو اسکی گردن کو ڈھانپ دیتا ہے۔ لہذا یہ اسکی جگہ یعنی اس کے قائم مقام ہے، پس اس سے کراہت زائل نہ ہوگی۔ پھر میں اس پر واقف اور مطلع نہیں ہوا کہ اگر نصف اعلٰی اور نصف اسفل (یعنی اوپر اور نیچے کے حصہ میں) کسی دھاگے سے فصل کر دیا جائے اور وہ اس طرح ہو جائے کہ گویا دو حصوں میں قطع کر دیا گیا ہے تو کیا اس صورت میں کراہت زائل ہو جائیگی یا نہیں؟ ظاہر یہ ہے کہ کراہت زائل نہ ہوگی، جیسا کہ حالت رأس (سر) میں کراہت زائل نہ ہوگی بشرطیکہ رأس میں اس طریقہ کے مطابق کارروائی کیجائے کہ جس کو رأس میں ہم نے بیان کیا ہے، خصوصًا انسان میں، کیونکہ اس میں وہ کاروائی کمربستگی کے قائم مقام ہے۔ واللہ

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

www.alahazratnetwork.org

بلفظ الظاهر فی الموضعین من شدۃ ورعہ رحمہ اللہ تعالٰی والا فالحکم مقطوع بہ فیھما ولایتوھم احد ان لو ربط خیط فی عنق صورۃ انسان لابھیمۃ اوفی وسطھا ذھب الحکم الشرعی وجاز اقتناؤھا ثم لیس حاصلہ الا مثل مافی الفتح ان کل ما لاینافی الحیاۃ لاینفی الکراھۃ ولایلزم منہ ان کل ماینافی الحیاۃ ینفی الکراھۃ کما لایخفی الاتری ان کل مالاینافی الانسانیۃ لاینفی الحیوانیۃ اذ لو نفی الحیوانیۃ ینافی الانسانیۃ ولیس ان کلما ینافی الانسانیۃ ینفی الحیوانیۃ کالصھیل والنھیق والتوھب فان کل ذٰلک ینافی الانسانیۃ ولاینافی الحیوانیۃ۔

تعالٰی اعلم **اقول** (میں کہتا ہوں) لفظ "ظاہر" دو جگہ ذکر کرنے سے مصنف علیہ الرحمۃ کی شدت ورع اور احتیاط ہے ورنہ دونوں میں حکم یقینی ہے۔ اور کوئی یہ وہم نہ کرے کہ اگر کسی انسانی تصویر کی گردن میں کوئی دھاگہ باندھا جائے یا اس کے وسط (درمیان) میں ایسا کیا جائے نہ کہ چوپایہ میں۔ پس اس صورت میں حکم شرعی ختم ہوجائیگا اور پھر اس کو محفوظ رکھنا جائز ہوگا۔ پھر اس کا حاصل بالکل وہی ہے جو فتح القدیر میں مذکور ہے۔ جو چیز حیات کے منافی نہ ہو تو وہ کراہت کی نفی نہیں کرتی، اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جو چیز حیات کے منافی ہو وہ کراہت کی نفی کرتی ہے جیسا کہ یہ امر مخفی اور پوشیدہ نہیں، کیا تم دیکھتے نہیں کہ جو چیز انسانیت کے منافی نہیں وہ حیوانیت کی نفی نہیں کرتی کیونکہ اگر حیوانیت کی نفی ہو تو انسانیت کی نفی ہوجائے، اور ایسا نہیں کہ جو انسانیت کے منافی ہو اُس سے حیوانیت کی نفی ہوجائے جیسے صہیل (گھوڑے کا ہنہنانا) اور نہیق (گدھے کا ڈھیچوں ڈھیچوں کرنا) اور ترہب (راہب بننا) اس لئے کہ یہ سب کچھ انسانیت کے منافی ہے لیکن حیوانیت کے منافی نہیں۔ (ت)

عجب نہیں کہ مدقق علائی نے انھیں عباراتِ فتح وحلیہ کو دیکھ کر یہ تعمیم اضافہ فرمائی ہو حالانکہ وہ مفید تعمیم نہیں، ہاں کلامِ امام ابوجعفر طحاوی میں فقیر نے اس کی طرف اشارہ پایا،

حیث قال رحمہ اللہ تعالٰی بعد ما احتج علی من قال بکراھۃ الصورۃ مطلقا ولو لغیر حیوان کشجر

چنانچہ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کے خلاف استدلال پیش کرنے کے بعد فرمایا جنھوں نے یہ کہہ دیا کہ تصویر مطلقاً مکروہ ہے اگرچہ غیر حیوان ہی کی کیوں نہ ہو، مثلاً درخت وغیرہ

مثلاً باحادیث فیھا الامر بقطع راس التماثیل مانصہ فلما ابیحت التماثیل بعد قطع راسھا الذی لو قطع من ذی الروح لم یبق دل ذلک علی اباحۃ تصویر مالا روح لہ وعلی خروج مالا روح لمثلہ من الصور مما قد نھی عنہ فی الاثار التی ذکرنا فی ھذا الباب وقد روی عن عکرمۃ فی ھذا الباب ایضا ماحدثنا محمد بن النعمٰن (نذکر بسندہ) عن عکرمۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال الصورۃ الراس[1] الی اٰخر ما تقدم۔

کی تصویر۔ ان روایات کی وجہ سے کہ جن میں تماثیل (مجسمے) کے سر کاٹنے کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ موصوف کی یہ نص ہے۔ جب قطع راس (سر الگ کردینا) کے بعد تماثیل کی اجازت دی گئی (اور اسے مباح قرار دیا گیا) لہذا اگر ذی روح کا سر کاٹ دیا جائے تو پھر وہ ذی روح کی صورت نہ رہے گی، اور یہ غیر ذی روح کی تصویر کے مباح ہونے کی دلیل ہے، اور جس میں روح نہ ہو وہ اس تصویر سے خارج ہے کہ جس سے اُن آثار میں منع کردیا گیا کہ جنھیں ہم نے اس باب میں ذکر کیا ہے، چنانچہ اس باب میں نیز حضرت عکرمہ سے وہ حدیث مروی ہے کہ جس کو ہم سے محمد بن نعمان نے بیان فرمایا ہم اسے سند سے بحوالہ عکرمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بیان کرتے ہیں، فرمایا: تصویر سر کا نام ہے۔ آخر تک وہی کلام ہے جو پہلے بیان ہوچکا۔ (ت)

کلام دُر کے لئے یہ غایت ابدائے سند ہے **اقول** اگرچہ اُن کا آخر کلام اور حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے استناد بتا رہا ہے کہ تصویر نہ رہنا حکم منع سے خارج کرنے کا مدار ہے اور یہی چاہئے کہ شرع نے حکم منع تمثال ظاہر غیر مستہان پر فرمایا تو جب تک تمثال بلا اہانت ظاہر ہے منع باقی ہے، ہاں جب تمثال نہ رہے یا اہانت ہو منع نہ رہے گا کہ مناط منع منتفی ہوگیا قطع سر میں تمثال نہیں رہتی جیسا کہ حدیث ابوہریرہ وعبارت ہدایہ سے خود کلام امام اعظم سے گزرا بخلاف دیگر اعضا کہ جب تک چہرہ باقی تصویر باقی اگرچہ اور اعضا نہ ہوں، ولہذا جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حدیث آئندہ اور محرر مذہب امام محمد نے جامع صغیر اور جملہ کتب مذکورہ مذہب متون وشروح و فتاوٰی میں صرف نفی راس پر اقتصار فرمایا، واللہ تعالٰی اعلم، بہرحال اگر اسی پر چلئے **فاقول** وباللہ التوفیق (اللہ تعالٰی کی توفیق ہی کے سہارے میں کہتا ہوں۔ ت) تصویر میں حیات

---

[1] شرح معانی الآثار کتاب الکراہیۃ باب الصور تکون فی الثیاب ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۰۳

www.alahazratnetwork.org

آپ تو کسی حالت میں نہیں ہوتی نہ وُہ کسی حال میں جملہ اعضائے مدارِ حیات کا استیعاب کرتی ہے عکسی میں تو ظاہر کہ اگر پُورے قد کی بھی ہو تو صرف ایک طرف کی سطح بالا کا عکس لائے گی خول میں نصف جسم بھی ہوتا تو عادۃً حیات ناممکن ہوتی نہ کہ صرف نصف سطح اور بُت میں بھی اندرونی اعضا مثل دل وجگر وعروق نہیں ہوتے اور ڈاکٹری کی ایک تصویر خاص لیجئے جس میں اندر باہر کے رگ پٹھے تک سب دکھائے جاتے ہیں تو رگوں میں خون کہاں سے آئے گا غرض تصویر کسی طرح استیعاب مابہ الحیاۃ نہیں ہوسکتی فقط فرق حکایت وفہم ناظر کا ہے اگر اس کی حکایت محکی عنہ میں حیات کا پتا دے یعنی ناظر یہ سمجھے کہ گویا ذوالتصویر زندہ کو دیکھ رہا ہے تو وُہ تصویر ذی روح کی ہے اور اگر حکایت حیات نہ کرے ناظر اس کے ملاحظہ سے جانے کہ یہ حی کی صورت نہیں میت و بے روح کی ہے تو وہ تصویر غیر ذی روح کی ہے۔ سُنن ابی داؤد وجامع ترمذی وسنن نسائی وصحیح ابن حبان وشرح معانی الآثار امام طحاوی ومستدرک حاکم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے:

قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اتانی جبریل قال اتیتک البارحۃ فلم یمنعنی ان اکون دخلت الا انہ کان علی الباب تماثیل وکان فی البیت قرام ستر فیہ تماثیل کلب فمر براس التمثال الذی علی باب البیت فیقطع فیصیر کھیأۃ الشجرۃ ومر بالستر فلیقطع فلیجعل وسادتین منبوذتین توطان ومر بالکلب فلیخرج ففعل رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم[1]

(حضرت ابوہریرہ نے) فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میری خدمت میں حضرت جبرائیل حاضر ہوئے اور فرمایا کہ میں گزشتہ رات آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا لیکن مجھے اندر داخل ہونے سے صرف اس چیز نے روکا کہ دروازے پر تصویریں تھیں اور گھر میں بھی باریک پردہ تھا کہ جس پر تصویریں موجود تھیں نیز گھر میں کتا تھا لہٰذا آپ اس تصویر کے متعلق فرمادیں کہ اس کا سر کاٹ دیا جائے تاکہ وہ درخت کی طرح ہوجائے، اور پردے کے بارے میں فرمادیں کہ اُسے ٹکڑے ٹکڑے کردیا جائے اور دو مسندیں بنائی جائیں جو زمین پر ڈالی اور پاؤں سے روندی جائیں، اور کُتّے کے بارے میں فرمادیجئے کہ اسے باہر نکال دیا جائے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب کچھ اس طرح کیا۔ (ت)

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فی الصور آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۲۱۷
جامع الترمذی ابواب الادب باب ماجاء ان الملائکۃ لاتدخل بیتا الخ امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۰۴
شرح معانی الآثار کتاب الکراہۃ باب الصور تکون فی الثیاب ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۰۲

دیکھئے جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بھی عرض کی کہ ان تصویروں کے سر کاٹنے کا حکم فرمادیجئے جس سے ان کی ہیأت درخت کے مثل ہوجائے حیوانی صورت نہ رہے اس کا صریح مفاد تو وہی ہے کہ بے قطع راس حکم منع نہ جائیگا کہ بغیر اس کے نہ پیڑ کی مثل ہوسکتی ہیں نہ صورت حیوانی سے خارج، اور اگر تنزل کیجئے تو اُس قدر تو لازم کہ ایسا کردیجئے جس سے وہ ایک بے جان کی صورت معلوم ہو اس سے حالت بے روحی مفہوم ہو، ولہذا علامہ سید طحطاوی رحمہ اللہ تعالٰی نے اسی قولِ دُر کی شرح میں فرمایا:

قولہ لا تعیش بدونہ انما لا تکرہ الصلوٰۃ الیھا لانھا صورۃ میت وھو لا یعبد[1] اھ

اقول والاولٰی وھی لا تعبد لان المشرکین انما یعبدون المیت قال اللہ تعالٰی اموات غیر احیاء[2] نعم لا یصورونھم صورۃ میت بل حی۔

مصنف کا ارشاد کہ اس کے بغیر زندگی نہ ہو۔ پس ایسی تصویر کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا مکروہ نہیں کیونکہ وہ مردے کی تصویر ہے جبکہ مردے کی عبادت نہیں کیجاتی اھ

اقول میں کہتا ہوں کہ زیادہ بہتر یہ ہے کہ کہا جاتا کہ مُردے کی صورت کی عبادت نہیں کی جاتی، اس لئے کہ مشرک تو مُردوں کی عبادت کیا کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالٰی نے ارشاد فرمایا: "وہ مُردے ہیں جو زندہ نہیں" ہاں یہ ضرور ہے کہ وہ مُردوں کی صورت پر اُن کی تصویریں نہیں بناتے بلکہ زندوں کی صورت پر ان کی تصویریں بناتے ہیں۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

اور شک نہیں کہ عکسی تصویریں اگرچہ نیم قد یا سینہ تک بلکہ اگر صرف چہرہ کی ہوں ہرگز نہ مثلِ شجر ہوتی ہیں نہ مُردہ، ذوالصورۃ کی حکایت کرتی ہیں بلکہ یقیناً جیتے جاگتے کی صورت دکھاتی ہیں، اور ناظرین کا ذہن اُن سے حالت حیات ذوالصورۃ ہی کی طرف جاتا ہے کوئی نہیں سمجھتا کہ یہ مردہ کی صورت ہے اور مدار حکم اسی فہم پر تھا نہ حیات وموت حقیقی پر جس سے تصویر کو بہرہ نہیں۔ آیا نہیں دیکھتے کہ سلاطین نصاری اپنی ایسی ہی ناقص تصویریں سکہ پر منقوش کراتے ہیں اگر اُس سے حالتِ موت مفہوم ہوتی تو کبھی نہ چاہتے کہ سکہ میں اپنی مردہ کی صورت دکھائیں تو انصافاً یہ عبارتِ دُرمختار بھی ان تصویروں سے نفی ممانعت نہیں کرتی وہ اس تصویر کے لئے ہے جسے توڑ پھوڑ کر اس حالت پر کردیں کہ اس میں حالت حیات کی حکایت نہ رہے جو اُسے دیکھے میت بے روح کی صورت جانے **اقول** (میں کہتا ہوں۔ ت) اور اب عجب نہیں کہ چہرہ کے سوا دیگر اعضائے مدار حیات کے عدم اصلی واعدام بنقض وابطال میں معنی مقصود بحکایۃ الحیاۃ عرفاً مفہوم ہونے نہ ہونے سے بعض صور میں فرق پیدا ہو بخلاف چہرہ کہ سرے سے نہ بنایا یا

---

[1] حاشیۃ الطحطاوی علی الدرالمختار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ دارالمعرفۃ بیروت ۱/۲۷۴

[2] القرآن الکریم ۱۶/۲۱

بنا ہوا توڑ دیا بہرحال حکایت نہیں ہوتی کما لایخفی فلیتسأل وباللہ التوفیق (جیسا کہ یہ بات پوشیدہ نہیں، پھر پوچھنا چاہئے، اور اللہ تعالٰی کے فضل ہی سے توفیق حاصل ہوسکتی ہے۔ ت)

ثالثاً بتوفیق اللہ وجل کے وہ تحقیق بیان کریں جس سے اس مبحث کے تمام علل و احکام و اصول و فروع متجلی ہوں۔ تصویر ممنوع میں کراہت نماز و حکم ممانعت کی علت مشائخ کرام رحمہم اللہ تعالٰی نے مشابہت عبادتِ صنم بتائی، ہدایہ میں صراحۃً اسی میں حصر فرمایا:

حیث قال لاباس بان یصلی وبین یدیہ مصحف معلق اوسیف معلق لانھما لایعبدان وباعتبارہ تثبت الکراھۃ[1]

چنانچہ فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ آدمی نماز پڑھے جبکہ اس کے سامنے مصحف شریف یا تلوار لٹکی ہوئی ہو اس لئے کہ ان دونوں کی عبادت نہیں کی جاتی، اور باعتبارِ عبادت کراہت ثابت ہوتی ہے۔ (ت)

فتح القدیر میں ہے:

قولہ وباعتبارہ تثبت الکراھۃ قدم المعمول لقصد افادۃ الحصر[2]

مصنف کا یہ کہنا کہ عبادت کی وجہ سے کراہت ثابت ہوتی ہے اس میں معمول کو مقدم کیا گیا ہے تاکہ حصر کا فائدہ حاصل ہو (ت)

تبیین الحقائق میں ہے:

لاتعبد اذا کانت صغیرۃ بحیث لاتبدو للناظر والکراھۃ باعتبار العبادۃ فاذا لم یعبد مثلھا لایکرہ[3]

جب تصویر چھوٹی ہو کہ دیکھنے والے کے لئے واضح نہ ہو تو اس کی عبادت نہیں کی جاتی اور کراہت بلحاظ عبادت ہے، پھر جب اس قسم کی تصویر کی عبادت نہ کی گئی تو کراہت نہیں (ت)

اور مصلی کے کپڑوں پر تصویر ہونے کی ممانعت کو حامل صنم کی مشابہت سے تعلیل فرمایا جیسا کہ ہدایہ و کافی و تبیین میں ہے:

---

[1] الہدایۃ کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا المکتبۃ العربیہ کراچی ۱/ ۱۲۲

[2] فتح القدیر " فصل ویکرہ للمصلی مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۶۱

[3] تبیین الحقائق " باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا المطبعۃ الکبرٰی بولاق مصر ۱/ ۱۶۶

واللفظ للھدایۃ لو لبس ثوبا فیہ تصاویر یکرہ لانہ یشبہ حامل الصنم والصلوٰۃ جائزۃ فی جمیع ذٰلک لاستجماع شرائطھا وتعاد علی وجہ غیر مکروہ[1]

ہدایہ میں یہ الفاظ ہیں کہ اگر کسی نے ایسا کپڑا پہنا کہ جس میں تصویریں ہیں تو مکروہ ہے اس لئے کہ یہ حالت بت اٹھانے والے کے مشابہ ہے اور نماز ان تمام صورتوں میں جائز ہے، اس لئے کہ اس کی تمام شرائط موجود ہیں البتہ غیر مکروہ صورت پر نماز کو لوٹایا جائے۔ (ت)

اس حصر کے منافی نہیں کہ وقت عبادت حامل صنم سے مشابہت بھی عبادت صنم سے مشابہت ہے مگر انھیں کتب سے تعلیل مسائل میں دو علتیں اور مفہوم ہوتی ہیں، ایک یہ کہ جہاں تصویر ممنوع رکھی ہو ملائکہ اُس مکان میں نہیں جاتے اور جس مکان میں ملائکہ رحمت نہ آئیں وہ ہر جگہ سے بدتر ہے، دوسرے تعظیم تصویر۔ ہدایہ میں ہے:

یکرہ ان یکون فوق راسہ فی السقف او بین یدیہ او بحذائہ تصاویر او صورۃ معلقۃ لحدیث جبریل انا لا ندخل بیتا فیہ کلب وصورۃ[2]

یہ مکروہ ہے کہ کسی انسان کے سر کے اوپر چھت میں تصویر لگی ہوئی ہو یا اس کے سامنے ہو یا اس کے مقابل تصویریں ہوں یا کوئی تصویر لٹکی ہوئی ہو، اور اس کراہت کی وجہ حدیث جبرائیل ہے کہ انھوں نے فرمایا: "ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے کہ جس میں کتا یا تصویر ہو۔ (ت)

کافی میں اتنا زائد کیا:

وبیت لا تدخل فیہ الملٰئکۃ شر البیوت[3]

جس گھر میں فرشتے داخل نہ ہوں وہ بدترین گھر ہے۔ (ت)

امام زیلعی نے دونوں تعلیلوں کو جمع فرمایا:

حیث قال لقولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا تدخل الملٰئکۃ بیتا فیہ

چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کی وجہ سے فرمایا اور وہ یہ ہے کہ فرشتے ایسے

---

[1] الھدایۃ کتاب الصلوٰۃ باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا المکتبۃ العربیہ کراچی ۱/۱۲۲

[2] " " " " " " " " " ۱/۱۲۲

[3] کافی شرح وافی

کلب ولاصورۃ ولانہ یشبہ عبادتہا فیکرہ[1]

گھر میں داخل نہیں ہوتے کہ جس میں کتا یا تصویر ہو۔ اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں عبادتِ تصویر کی مشابہت ہے لہذا یہ مکروہ ہے۔ (ت)

نیز کتبِ ثلثہ میں ہے:

لوکانت الصورۃ علی وسادۃ ملقاۃ او بساط مفروش لایکرہ لانہا تداس و توطأ بخلاف ما اذا کانت الوسادۃ منصوبۃ اوکانت علی السترۃ لانہ تعظیم لہا[2] اھ ھذا لفظ الھدایۃ ولفظ الکافی والتبیین اوکانت علی الستر[3] اعنی بدون التاء و ھو اولی کما لایخفی۔

اگر کوئی تصویر پڑے ہوئے تکیے پر ہو یا بچھے ہوئے بچھونے پر ہو تو مکروہ نہیں اس لئے کہ اس صورت میں اسے پامال کیا جاتا ہے اور پاؤں میں رکھا جاتا ہے بخلاف اس صورت کے کہ جب تکیہ کھڑا کیا جائے یا پردے پر کوئی تصویر ہو (اس صورت میں کراہت ہوگی) اس لئے کہ تصویر کی تعظیم پائی گئی اھ یہ الفاظ ہدایہ کے ہیں، اور کافی اور تبیین کے یہ الفاظ ہیں یا کسی پردے پر تصویر کے نقوش ہوں۔ میری مراد یہ ہے کہ لفظ ستر کے آخر میں حرف تاء نہیں ہونا چاہئے، اور یہ زیادہ بہتر ہے، جیسا کہ مخفی نہیں۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

محقق نے فتح القدیر میں صرف مکان میں تصویر ممنوع بروجہ اکرام رکھے ہونے کی کراہت کو نماز کی طرف ساری بتایا اگرچہ تشبہ عبادت نہ ہو،

حیث قال لوکانت الصورۃ خلفہ او تحت رجلیہ ففی شرح عتاب لاتکرہ الصلوٰۃ ولکن تکرہ کراھۃ جعل الصورۃ فی البیت للحدیث ان الملٰئکۃ لاتدخل بیتا فیہ کلب اوصورۃ الا

چنانچہ فتح القدیر نے فرمایا اگر تصویر پس پشت ہو یا اس کے دونوں پاؤں کے نیچے پڑی ہو تو شرح عتاب میں فرمایا کہ اس صورت میں نماز مکروہ نہ ہوگی لیکن تصویر کا گھر میں رکھنا مکروہ ہے اس حدیث کی بناء پر کہ "اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو" مگر

---

[1] تبیین الحقائق کتاب الصلوٰۃ باب یفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا المطبعۃ الکبری بولاق مصر ۱/ ۱۶۶
[2] الھدایۃ " " " " " المکتبۃ العربیہ کراچی ۱/ ۱۲۲
[3] تبیین الحقائق " " " " " المطبعۃ الکبری بولاق مصر ۱/ ۱۶۷

ان هذا يقتضي كراهة كونها في بساط مفروش وعدم الكراهة اذا كانت خلفه وصريح كلامهم في الاول خلافه قوله (اى صاحب الهداية) اشدها كراهة ان تكون امام المصلى الى ان قال ثم خلفه يقتضي خلاف الثاني ايضا لكن قد يقال كراهة الصلوٰة ثبت باعتبار التشبه بعبادة الوثن وليسوا يستدبرونه ولا يوطونه فيها ففيما يفهم مما ذكرنا من الهداية (اى من الكراهة اذا كانت خلف المصلى) نظر وقد يجاب بانه لا بعد في ثبوتها في الصلوٰة باعتبار المكان كما كرهت الصلوٰة في الحمام على احد التعليلين وهو كونها ماوى الشياطين فان قيل فلم لم يقل بالكراهة ان كانت تحت القدم وما ذكرت يفيده لانها في البيت، وبه يعترض على المصنف ايضا حيث يقول لا يكره كونها

اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ اگر تصویر کسی بچھے ہوئے بچھونے پر ہو تو کراہت ہوگی لیکن اس وقت کراہت نہ ہوگی جبکہ تصویر اس کے پیچھے ہو۔ اور درصورت اول ائمہ کرام کا صریح کلام اس کے خلاف ہے۔ اور صاحبِ ہدایہ کا ارشاد کہ شدید تر کراہت ہوگی، اگر کوئی تصویر نمازی کے آگے ہو۔ یہاں تک کہ فرمایا پھر اس سے کم درجہ کراہت ہوگی جبکہ تصویر اس کے پیچھے ہو۔ اور یہ صورت ثانیہ کے خلاف کا تقاضا کرتی ہے لیکن کبھی یہ بھی کہہ دیا جاتا ہے کہ نماز میں ثبوتِ کراہت کی وجہ یہ ہے کہ اس میں عبادتِ صنم سے تشبہ ہے، حالانکہ کسی صنم کے پجاری دونوں صورتوں میں نہ تو اس سے پیٹھ پھیرتے ہیں نہ ہی اسے پامال کرتے ہیں لیکن جو کچھ ہم نے ہدایہ سے ذکر فرمایا اس سے تو یہی مفہوم ہوتا ہے کہ اگر تصویر نمازی کے پیچھے ہو تو بھی کراہت ہوگی۔ لہٰذا اس قول میں نظر اور اشکال ہے۔ لیکن کبھی یہ جواب دیا جاتا ہے کہ بحیثیت مکان کراہتِ نماز کے ثبوت میں کوئی بُعد نہیں۔ جیسا کہ ایک تعلیل کے مطابق حمام میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اس لئے کہ وہ شیاطین کا ٹھکانا (اور مرکز) ہے۔ اگر کہا جائے کہ یہ کیوں نہ کہا گیا کہ اگر تصویر پاؤں میں پڑی ہو تو بھی کراہت ہوگی، حالانکہ جو کچھ بیان فرمایا گیا اس سے تو یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے، اس لئے کہ تصویر گھر میں موجود ہے، باوجودیکہ اس سے

www.alahazratnetwork.org

فی وسادۃ ملقاۃ فالجواب لایکرہ جعلھا فی المکان کذٰلک لیتعدی الی الصلوٰۃ وحدیث جبریل مخصوص بذٰلک[1] اھ ملخصا۔

مصنف علیہ الرحمۃ پر اعتراض کیا جاسکتا ہے، اس لئے کہ وہ فرمارہے ہیں کہ اگر پڑے ہوئے گدّے میں تصویر ہو تو کراہت نہ ہوگی، تو اس کا جواب یہ ہے کہ مکان میں بایں طور تصویر رکھنا مکروہ نہیں تاکہ نماز کی طرف تعدیہ ہو، اور حدیثِ جبریل اس سے مخصوص ہے اھ ملخصاً (ت)

آپ کے تلمیذ محقق ابن امیر الحاج نے حلیہ میں صرف امتناع ملٰئکہ کے علت ہونے کا استظہار اور تشبیہ پر مدار سے انکار فرمایا، ہاں اُسے موجب زیادت کراہت بتایا،

وھذا نصہ فان قیل ان کانت العلۃ فی الکراھۃ کون المحل الذی تقع فیہ الصلوٰۃ لاتدخلہ الملٰئکۃ حینئذ لان شر البقاع بقعۃ لاتدخلہ الملٰئکۃ فینبغی ان تکرہ الصلوٰۃ فی بیت فیہ الصورۃ سواء کانت مھانۃ اوغیر مھانۃ فان ظاھر نص الصحیحین عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لاتدخل الملٰئکۃ بیتا فیہ کلب ولاصورۃ یقتضی انہ لاتدخل الملٰئکۃ ھذا البیت ایضا (ای مافیہ الصورۃ مھانۃ) لان النکرۃ فی سیاق النفی عامۃ غایۃ الامر ان کراھۃ الصلوٰۃ فیما

چنانچہ محقق موصوف کی یہ تصریح ہے، اگر کہا جائے کہ کراہت کی علت گھر میں فرشتوں کا داخل نہ ہونا ہے تو جس گھر میں تصویر موجود ہو وہاں نماز مکروہ ہو وہ تصویر خواہ تذلیل کی صورت میں ہو ہو یا غیر تذلیل کی صورت میں ہو، کیونکہ بخاری اور مسلم کی ظاہر نص یہی چاہتی ہے کہ اس گھر میں بھی فرشتے داخل نہ ہونگے جس میں تصویر بصورتِ تذلیل ہی رکھی ہو کیونکہ نکرہ سیاق نفی میں عام ہوتا ہے اور نص جو حضور اکرم (صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وصحبہ وسلم) سے مروی ہے وہ یہ ہے کہ اس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے کہ جس میں کتا یا تصویر موجود ہو۔ (نکرہ سیاقِ نفی میں عام ہوتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ حدیث پاک میں لفظ "بیتًا" نکرہ ہے جس کا معنی "کوئی گھر" ہے اور یہ "لاتدخلہ" جو جملہ منفیہ ہے اسکے تحت داخل ہے یعنی فرشتے

[1] فتح القدیر کتاب الصلوٰۃ باب یفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۳۶۲

اذا کانت الصورۃ فی موضع سجودہ او امامہ اوفوقہ اشد و ان کانت العلۃ فی الکراھۃ التشبہ بعبادۃ الصورۃ فلا تکرہ اذا لم تکن امامہ ولا فوق راسہ لان التشبہ لا یظھر الا اذا کان علی احد ھٰذین الوجھین فالجواب ان الذی یظھر ان العلۃ ھی الامر الاول واما الباقی فعلاوۃ تفید اشدیۃ الکراھۃ غیران عموم النص المذکور مخصوص باخراج ما تقدم اخراجہ من الکراھۃ[1] اھ ملخصًا۔

کسی ایسے گھر میں نہیں جاتے جہاں کسی بھی حالت میں تصویر موجود ہو (مترجم) انتہائی مرتبہ ہے کہ نماز میں اس صورت میں شدید تر کراہت ہوگی جبکہ تصویر محلِ سجدہ میں ہو یا نمازی کے آگے یا اس کے اوپر ہو۔ اور اگر کراہت کی علت عبادت تصویر سے تشبہ ہو تو اگر تصویر نمازی کے آگے یا اس کے سر کے اوپر نہ ہو تو کراہت نہ ہوگی کیونکہ تشبہ صرف ان دو صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے ——— جواب یہ ہے کہ جو کچھ ظاہر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ علت صرف پہلا امر ہے، اور اس کے علاوہ جو کچھ باقی ہے وہ شدید تر کراہت کا فائدہ دیتا ہے۔ علاوہ یہ کہ نص مذکور کا عموم، مخصوص منہ البعض ہے کہ اس سے وہ کراہت خارج کردی گئی کہ جس کے اخراج کا ذکر پہلے آگیا ہے اھ ملخصًا (ت)

اسی بنا پر صور صغار سے نفی کراہت کی دلیل کہ ہدایہ وکافی وتبیین وعامۂ مشائخ کرام نے افادہ فرمائی اور اُن کے شیخ محقق علی الاطلاق نے اس پر تقریر کی اعتراض فرمادیا،

فقال اما عدم الکراھۃ اذا کانت الصورۃ صغیرۃ لا تظھر للناظر علی بعد فقالوا لانھا لا تعبد والکراھۃ انما کانت باعتبار شبہ العبادۃ[2] وقد عرفت ما فی ھذا۔

محقق ابن ہمام نے فرمایا، رہی یہ بات کہ کراہت نہ ہوگی جبکہ تصویر اتنی چھوٹی ہو کہ دیکھنے والے کیلئے دُور سے واضح اور نمایاں نہ ہو تو ائمہ فقہ نے عدمِ کراہت کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ اس قدر چھوٹی تصویر کی عبادت نہیں کی جاتی، اور تحققِ کراہت باعتبار شبہ عبادت ہے، بلاشبہہ اس میں جو نقص ہے آپ اسے پہچان گئے (ت)

صاحبِ بحر نے بحر میں ان کی تبعیت کی بلکہ ان کے استظہار پر جزم کیا،

فقال انما لم تکرہ الصلٰوۃ فی بیت

مصنف بحر رائق نے فرمایا، ایسے گھر میں نماز پڑھنی

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

[2] " " "

فیه صورة مهانة مع عموم الحدیث ان الملٰئکة لاتدخله و هو علة الکراهة لوجود مخصص (الٰی ان قال) الا ان تکون صغیرة لان الصغار جدا لاتعبد والکراهة انما کانت باعتبار شبه العبادة کذا قالوا وقد عرفت مافیه[1] اھ قال فی منحة الخالق مافیه ای ان العلة لیست التشبه بل عدم دخول الملٰئکة علیهم السلام[2] اھ

اقول کل کلامه ھٰھنا ماخوذ عن الحلیة وان لم یعز الیها و لم یقدم ما قدم هو لنفی علیة التشبه من لزوم ان لاتکرہ اذا لم تکن امامه ولا فوقه فلم یستقم له قوله قد عرفت مافیه۔

مکروہ نہیں کہ جس میں تصویر کی تذلیل ہو باوجود عموم حدیث کہ تصویر والے گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے، اور ان کا عدمِ دخول کراہت کے لئے علت ہے باوجودیکہ اس کا مخصص موجود ہے، یہاں تک کہ فرمایا، مگر یہ کہ تصویر چھوٹی ہو، کیونکہ بلاشبہہ چھوٹی تصویروں کی عبادت نہیں ہوتی، اور کراہت باعتبار شبہہ عبادت ہے ائمہ کرام نے یونہی ذکر فرمایا۔ اور تمہیں معلوم ہے جو کچھ اس میں کمزوری ہے اھ، منحۃ الخالق میں فرمایا جو کچھ اس میں ہے (مافیہ) یعنی علت محض تشبہ نہیں بلکہ ملائکہ کرام علیہم السلام کا وہاں عدمِ دخول ہے[2]

اقول (میں کہتا ہوں) یہاں اُن کا سارا کلام الحلیہ سے ماخوذ ہے اگرچہ اس کی طرف نسبت نہیں کی اور مقدم نہیں کیا (یعنی پہلے ذکر نہیں کیا) جو کچھ اس نے مقدم کیا تھا "علیۃ" تشبہ کی نفی کے لئے بوجہ اس لزوم کے کہ نماز مکروہ نہیں ہوتی جبکہ تصویر آگے اور اوپر نہ ہو۔ لہٰذا اس کا یہ کہنا کہ قد عرفت مافیہ ٹھیک اور مستقیم نہیں۔ (ت)

پھر محقق حلبی نے اثنائے کلام میں دو علت باقی اعنی تشبہ و تعظیم کی طرف بھی میل فرمایا یہاں تک کہ صورت تشبہ و شبہہ تعظیم کو موجب ٹھہرایا اور بحر نے بدستور اتباع کیا،

وھذا نص الحلیة بعد ما قد منا عنها وذکر الاحادیث المخصصة، قال نعم علی ھذا یقال ینبغی ان لاتکرہ الصلٰوة علی بساط فیه صورة وان کانت فی

حلیہ کی یہ تصریح، اس کے بعد سے جو کچھ ہم اس کے حوالہ سے، پہلے بیان کر آئے ہیں، اور بعد ذکر فرمانے احادیثِ مخصصہ کے فرمایا چنانچہ اس نے کہا کہ ہاں اِس روش پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ پھر تو مناسب ہے کہ نماز ایسے بچھونے پر

---

[1] البحرالرائق کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیہا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۲۶، ۲۸

[2] منحۃ الخالق علی البحرالرائق " " " " " " " " " " "

موضع السجود لان ذٰلك لیس بمانع من دخول الملٰئکۃ کما افادتہ ھذہ النصوص[1]، فان قلت الکراھۃ فی ھذہ الصورۃ انما ھی معللۃ بالتشبہ بعبادۃ الاصنام لاغیر قلت یمکن ان یقال وجود التشبہ المذکور فی ھذہ الصورۃ ممنوع فان عباد التماثیل والصور لایسجدون علیھا وانما ینصبونھا ویتوجھون الیھا بل الذی ینبغی ان یکرہ علی ھذا اما اذا کانت الصورۃ امامہ لا فی موضع سجودہ اللھم الا ان یقال انھا اذا کانت امامہ فی موضع سجودہ تکون فی الصلٰوۃ صورۃ التشبہ بالعبادۃ لھا فی حالۃ القیام والرکوع ثم فی حالۃ السجود علیھا ان لم یوجد التشبہ بعبادتھا فھو لایعری عن نوع شبہ بتعظیم الصور لان ذٰلك یشبہ فی صورۃ الخضوع لھا وتقبیلھا ولاباس بھذا التوجیہ وان لم یذکروہ۔

مکروہ نہ ہو کہ جس میں تصویر ہو اگرچہ وہ جائے سجدہ میں ہو کیونکہ یہ دخول ملائکہ سے مانع نہیں جیسا کہ ان نصوص نے افادہ بخشا۔ اگر کہا جائے کہ اس صورت میں کراہت معللہ کی علت صرف تشبہ عبادت اصنام ہے اور کچھ نہیں۔ میں کہتا ہوں ممکن ہے یہ کہا جائے کہ اس صورت میں "تشبہ" مذکور کا پایا جانا ممنوع (غیر مسلّم) ہے اس لئے کہ مورتیوں اور تصویروں کے پجاری اُن پر سجدہ نہیں کرتے بلکہ انہیں کھڑا کرکے ان کی طرف متوجہ رہتے ہیں بلکہ مناسب یہ ہے کہ اس صورت میں کراہت اس وقت ہو کہ جب تصویر اس کے آگے ہو نہ کہ اُس کے محل سجدہ میں ہو۔ اے اللہ! تیری ہی نصرت سے یہ کہا جائے کہ جب تصویر اس کے آگے اس کی جائے سجدہ میں ہو تو پھر نماز میں بحالتِ قیام اور رکوع تشبہ عبادت صورتاً پایا جائے گا، پھر تصویر پر سجدہ کرنے کی صورت میں اگرچہ تصویر کے لئے تشبہ عبادت نہ پایا جائے گا تاہم یہ حال اس سے خالی نہ ہوگا کہ اس میں تعظیم تصویر کا ایک نوع شبہ ہوگا۔ کیونکہ یہ صورت تصویر کے لئے عاجزی اور اسکی بوسہ زنی کے مشابہ ہوگی، اور اس توجیہ کے ذکر کرنے میں کچھ حرج نہیں اگرچہ ائمہ کرام نے اسے ذکر نہیں فرمایا۔ (ت)

علامہ شامی نے تشبہ و تعظیم دو علتیں رکھیں اور امتناعِ ملائکہ سے تعلیل کو نامناسب ٹھہرایا

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

اولاً باتباع ہدایہ وغیرہا فرمایا:

علۃ کراھۃ الصلوٰۃ بھا التشبہ[1]

تصویر کے ساتھ نماز پڑھنے کی کراہت کی علت تشبہ عبادت ہے (ت)

پھر چند قول کے بعد لکھا:

قد ظھر من ھذا ان علۃ الکراھۃ فی المسائل کلھا اما التعظیم او التشبہ علی خلاف ما یاتی[2]

اس سے یہ ظاہر اور واضح ہوا کہ ان تمام مسائل میں کراہت کی علت دو چیزوں میں سے ایک چیز ہے (۱) تعظیم (۲) یا تشبہ عبادت۔ اس کے خلاف ہے جو کچھ آگے آئے گا۔ (ت)

پھر ایک صفحہ کے بعد کلام مذکور حلیہ و بحر تلخیص کرکے فرمایا:

اقول الذی یظھر من کلامھم ان العلۃ اما التعظیم او التشبہ کما قدمناہ والتعظیم اعم کما لو کانت عن یمینہ او یسارہ او موضع سجود فانہ لاتشبہ فیھا بل فیھا تعظیم وما کان فیہ تعظیم وتشبہ فھو اشد کراھۃ وخبر جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام معلول بالتعظیم بدلیل الحدیث الاٰخر وغیرہ فعدم دخول الملٰئکۃ انما ھو حیث کانت الصورۃ معظمۃ وتعلیل کراھۃ الصلوٰۃ

میں کہتا ہوں جو کچھ اُن کے (ائمہ کرام کے) کلام سے ظاہر ہوتا ہے وُہ یہ ہے کہ کراہت کی علت تعظیم یا تشبہ ہے، جیسا کہ ہم نے اس کو پہلے بیان کردیا ہے، اور تعظیم زیادہ عام ہے جیسا کہ اگر تصویر اس کی دائیں یا بائیں طرف ہو یا اس کے محلِ سجدہ میں ہو (تو تعظیم پائی جائے گی) کیونکہ ان صورتوں میں تشبہ عبادت نہیں بلکہ ان میں صرف تعظیم ہے، لیکن جس صورت میں تعظیم اور تشبہ دونوں ہوں تو پھر اس میں شدید تر کراہت ہوگی، اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کی خبر معلول بالتعظیم ہے اس کی دلیل دوسری حدیث وغیرہ ہے، اور فرشتوں کا داخل نہ ہونا وہاں ہے جہاں تصویر تعظیم سے رکھی ہو، اور نماز کے مکروہ ہونے کی تعلیل تعظیم کو

www.alahazratnetwork.org

---

[1] ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۴۳۵

[2] " " " " " " " " " " ۱/۴۳۵

بالتعظیم اولٰی من التعلیل بعدم الدخول لان التعظیم قد یکون عارضا لان الصورۃ اذا کانت علی بساط مفروش تکون مہانۃ لاتمنع من الدخول ومع ھذا لو صلی علی ذٰلک البساط وسجد علیہا تکرہ لان فعلہ ذٰلک تعظیم لہا والظاہر ان الملٰئکۃ لاتمنع من الدخول بذٰلک الفعل العارض[1]

قرار دینا عدم دخول ملائکہ کو تعلیل قرار دینے سے کہیں بہتر ہے کیونکہ تعظیم کبھی عارضی ہوتی ہے مثلاً تصویر کسی بچھے ہوئے بچھونے پر تذلیل سے پڑی ہو تو پھر یہ دخولِ ملائکہ سے مانع نہ ہوگی۔ اس کے باوجود اگر اس بچھونے پر نماز پڑھے اور اس تصویر پر سجدہ کرے تو کراہت ہوگی، کیونکہ اس کا یہ فعل تصویر کی تعظیم ہے، اور ظاہر ہے کہ اس عارضی فعل کی وجہ سے فرشتے وہاں جانے سے نہیں رُکتے۔ (ت)

عجب یہ کہ علامہ قوام کاکی نے درایہ میں بعض صورتیں تعظیم وتشبہ دونوں منتفی مان کر کراہت ثابت مانی۔ درمختار میں ہے:

اختلف فی ما اذا کان التمثال خلفہ والاظہر الکراھۃ[2]

اس میں اختلاف کیا گیا جبکہ تصویر پیٹھ پیچھے ہو، زیادہ ظاہر یہ ہے کہ کراہت ہوگی الخ (ت)

www.alahazratnetwork.org

ردالمحتار میں ہے:

لکنھا فیہ ایسر لانہ لاتعظیم فیہ ولاتشبہ معراج[3]

لیکن کراہت اس میں زیادہ آسان ہے کیونکہ اس میں نہ تو تعظیم ہے اور نہ تشبہ ہے، معراج (ت)

علامہ شامی نے اس نفی کی یہ توجیہ کی:

قلت وکان عدم التعظیم فی التی خلفہ وان کانت علی حائط او ستر ان فی استدبارھا استھانۃ لہا فیعارض ما فی تعلیقھا من التعظیم بخلاف ما علی بساط مفروش ولم یسجد علیھا فانھا مستھانۃ

میں کہتا ہوں اگر تصویر پیٹھ پیچھے ہو تو گویا اس کی کوئی تعظیم نہیں اگرچہ دیوار یا پردے پر ہو اس لئے کہ اُسے پیٹھ پیچھے رکھنے میں اس کی توہین و تذلیل ہے، اور تصویر لٹکانے میں جو اس کی تعظیم ہے وہ اس کے معارض ہے بخلاف اس صورت کے تصویر بچھائے گئے بچھونے پر ہو لیکن اس پر سجدہ نہ کرے پھر وہ تو بہر وجہ

---

[1] ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۴۳۶

[2] درمختار " " مطبع مجتبائی دہلی ۱/۹۲

[3] ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۴۳۵

من کل وجہ[1]

ذلیل وخوار ہے۔ (ت)

اقول (میں کہتا ہوں) اور عجب تر یہ کہ باوصف انتفائے وصفین اثبات کراہت کی یہ توجیہ فرما کر اس کے متصل ہی وہ لکھا کہ:

قد ظھر من ھذا ان علۃ الکراھۃ فی المسائل کلھا التعظیم او التشبہ وھل ھو الا تفریع علی النقض[2]

اس میں اختلاف کیا گیا جبکہ تصویر پیٹھ پیچھے ہو (کہ اس کا حکم کیا ہے) پس زیادہ ظاہر یہ ہے کہ کراہت ہوگی بیشک اس سے واضح ہوا کہ ان مسائل میں کراہت کی علت تعظیم یا تشبہ ہے، اور یہ تو نہیں مگر تفریع بر نقض۔ (ت)

یہ ہیں بظاہر سات رنگ کے اقوال، **وانا اقول** وباللہ التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق (اور میں کہتا ہوں اللہ ہی کی طرف سے توفیق ہے اور اسی سے ہے تحقیق کی بلندیوں تک پہنچنا۔ ت) افاداتِ مشائخ کرام کہ ہدایہ واتباعِ ہدایہ میں مذکور ہوئے ضرور حق وصحیح، اور ہر غبار سے پاک ونجیح ہیں بیشک سوا تشبہ کے کچھ علت نہیں، اور بیشک تعظیم علت ہے، اور بیشک امتناع ملائکہ علت ہے، متاخرین کے اختلافات وتردوات کا منشا ان امور ثلثہ میں تفارق سمجھنا ہے حالانکہ اُن میں باہم تلازم ہے تشبہ عبادت بے تعظیم ناممکن ہونا تو بدیہی کہ عبادت غایت تعظیم ہے جہاں اصلاً کسی طرح شائبہ تعظیم نہ ہو وہاں شبہ عبادت کیا معنی، ولہذا اگر بساط مفروش میں تصویر ہو اور وہ بساط جانماز نہ ہو نہ مصلی تصویر پر سجدہ کرے تو ہمارے ائمہ کے اجماع سے اصلاً کراہت نہیں کہ اب کوئی وجہ تعظیم نہ پائی گئی تو تشبہ عبادت کہ یہی علت تھا متحقق نہ ہوا کما تقدم من الکتب الثلثۃ ومثلہ فی سائرھن (جیسا کہ تین کتابوں کے حوالے گزر چکے اور باقی کتابوں میں بھی اسی طرح ہے۔ ت) یوہیں تعظیم تصویر تشبہ عبادت کو مستلزم کہ تعظیم دونوں کو جامع ہے جب اس کا درجہ اعلیٰ عبادت ہے ادنیٰ میں اُس سے مشابہت ہے **اقول** (میں کہتا ہوں) یہ اس لئے کہ تصویر کو کوئی علاقہ رب عزوجل سے نہیں اور حقیقی مستحق ہر تعظیم وہی حقیقی جلیل عظیم عزجلالہ ہے معظمانِ دینی کی تعظیم اس کی طرف نسبت وعلاقہ سے ہے وہ غایت عظمت میں ہے تو غایت تعظیم اعنی عبادت اُسی کے لائق، دوسرے کہ اُس سے منتسب ہیں اپنی اپنی نسبتوں کے قدر اُس کے حکم سے دیگر معظمات نازلہ کے مستحق، تو یہ تعظیمیں "اعطاء کل ذی حق حقہ" کے قبیل سے ہوئیں بلکہ حقیقۃً اُسی کی تعظیم ہیں، ولہذا حضور سید العالمین اعظم المعظمین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا:

ان من اجلال اللہ اکرام ذی الشیبۃ

بوڑھے مسلمان اور سنی عالم اور عادل بادشاہ کی

---

[1] و [2] ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۳۵

المسلم وحامل القرآن غیر الغالی فیہ والجافی عنہ واکرام السلطان المقسط رواہ ابوداؤد[1] بسند حسن عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

تعظیمیں اللہ ہی کی تعظیم ہیں (امام ابوداؤد نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اس کو روایت فرمایا ہے۔ ت)

مگر جس وجہ کو اُس عظیم حقیقی سے علاقہ نہیں وہ اصلاً لائق تعظیم نہیں اور اب جو اس کی ذرا بھی تعظیم کی جائے گی استقلال کی بُو دے گی کہ علاقہ تبعیت منتفی ہے لاجرم تشبہ عبادت سے مفر نہ ہوگا، ولہذا امام علام فخر الاسلام نے شرح جامع صغیر میں فرمایا:

امساك الصورة علی سبیل التعظیم ظاهرا مکروه لان ذلك یشبه عبادة الصنم اھ نقله عنه فی الحلیة[2]۔

برملا بطور تعظیم کسی تصویر کو اٹھانا مکروہ ہے کیونکہ اس میں عبادتِ صنم سے مشابہت ہے اھ "الحلیہ" میں اس کو اسی راوی (ابوموسٰی اشعری) سے نقل کیا ہے۔ (ت)

یوہیں امتناعِ ملائکہ اُسی گھر میں جانے سے ہوگا جہاں تصویر بروجہ تعظیم رکھی ہو ورنہ ہرگز نہیں، حدیث مذکور ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی اس میں نصِ صریح ہے، امین الوحی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے نہ حاضر ہونے کی وجہ یہ عرض کی کہ پردہ پر تصویریں منقوش تھیں اور اس کا علاج یہ گزارش کیا کہ اسے کاٹ کر دو مسندیں بنائی جائیں کہ زمین پر ڈالی اور پاؤں سے روندی جائیں، اگر اس کے بعد بھی امتناع باقی رہتا تو علاج کیا ہوا،

فانتفی قول العتابی فیما کانت تحت قدمیه انها تکره کراهة جعلها فی البیوت لاجل الحدیث وقد تقدم عن الفتح انه خلاف صریح کلامهم **اقول** بل خلاف صریح کلام

لہذا علامہ عتابی کا قول منفی اور زائل ہوگیا کہ اگر تصویر قدموں میں پڑی ہو تو پھر بھی کراہت ہوگی کہ وہ گھر میں موجود ہے، اور ایسا حدیث کی وجہ سے ہے، اور فتح القدیر کے حوالہ سے پہلے بیان ہوچکا کہ بات کلامِ ائمہ کرام کے بالکل صریح خلاف ہے **اقول** (میں کہتا ہوں)

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی تنزیل الناس منازلھم آفتاب عالم پریس لاہور ۲/ ۳۰۹

[2] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

محرر المذھب محمد حیث قال فی مؤطاہ بعد ما روی حدیثا فی المعنی وبھذا ناخذ ماکان فیہ من تصاویر من بساط یبسط اوفراش یفرش او وسادۃ فلاباس بذٰلک انما یکرہ من ذٰلک فی الستر وماینصب نصبا وھو قول ابی حنیفۃ والعامۃ من فقھائنا[1] اھ وقد روی الطبرانی فی الاوسط عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انہ رخص فیما کان یوطأ وکرہ ماکان منصوبا[2]۔

(یہی نہیں) بلکہ یہ محرر مذہب (مذہب کو قلمبند کرنے والا) امام محمد کے کلام کے بھی صریح خلاف ہے جیسا کہ امام محمد نے اپنی مؤطا میں ارشاد فرمایا، بعد روایت کرنے حدیث کے اس معنی میں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں کہ جس بچھائے ہوئے بچھونے پر تصویریں ہوں یا بچھائے گئے فرش یا تکیے میں ہوں تو اُن میں کچھ حرج نہیں، ہاں اگر پردے پر نقش ہوں یا کسی کھڑی کی ہوئی چیز میں ہو تو ضرور کراہت ہوگی۔ اور یہی امام ابوحنیفہ اور ہمارے عام فقہائے کرام کا ارشاد ہے اھ اور امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالہ سے نبی مکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرمائی کہ جو تصویر پامال اور ذلیل شدہ ہو آپ نے اس کی رخصت اور اجازت دی، اور جو استادہ اور بحالتِ قیام ہو اُسے ناپسند فرمایا۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

ردالمحتار میں ٹھیک کہا کہ:

عدم دخول الملٰئکۃ انما ھو حیث کانت الصورۃ معظمۃ[3]۔

فرشتوں کا کسی گھر میں داخل نہ ہونا اُس وقت ہے جبکہ تصویر عظمت سے رکھی ہو۔ (ت)

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے:

قال الخطابی انما لاتدخل

علامہ خطابی نے فرمایا: فرشتے اُس گھر میں

---

[1] مؤطا الامام محمد باب التصاویر والجرس ومایکرہ منھا آفتاب عالم پریس لاہور ص ۳۸۲

[2] المعجم الاوسط حدیث ۵۶۹۹ مکتبۃ المعارف ریاض ۶/ ۳۲۹

[3] ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/ ۴۳۶

الملٰئکۃ بیتا فیہ کلب او صورۃ مما یحرم اقتناؤہ من الکلاب و الصور واما مالیس بحرام من کلب الصید والزرع و الماشیۃ ومن الصورۃ التی تمتھن فی البساط والوسادۃ وغیرھما فلا یمنع دخول الملٰئکۃ بیتہ، قال النووی والاظھر انہ عام فی کل کلب وصورۃ وانھم یمتنعون من الجمیع لاطلاق الاحادیث ولان الجرو الذی کان فی بیت النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم تحت السریر کان لہ فیہ عذر ظاھر لانہ لم یعلم بہ، ومع ھذا امتنع جبریل علیہ الصلٰوۃ والسلام من دخول البیت وعللہ بالجرو[1] اھ ما نقلہ القاری مقرا علیہ **اقول** ما قالہ الامام النووی رحمہ اللہ تعالٰی ورحمنا بہ محتمل فی الکلب علی نزاع ظاھر

نہیں داخل ہوتے کہ جس میں ایسا کتا یا ایسی تصویر ہو اُن کتوں یا اُن تصویروں میں سے کہ جن کا محفوظ رکھنا حرام ہے۔ لیکن جس کتے اور تصویر کا محفوظ رکھنا حرام نہیں مثلاً شکاری کتا یا کھیتی باڑی اور مال مویشی کی حفاظت کے لئے کتا رکھنا، یا وُہ تصویر جو توہین و تذلیل کی صورت میں بچھونے اور تکیے وغیرہ پر ہو (اور ایسی تصویر کا رکھنا حرام نہیں) لہٰذا یہ فرشتوں کو گھر میں داخل ہونے سے نہیں روکتی۔ امام نووی نے فرمایا: زیادہ ظاہر یہ ہے کہ حکم مذکور عام ہے ہر کتے اور ہر تصویر کو شامل ہے لہٰذا فرشتے اُن سب وجہوں سے جانے سے رک جاتے ہیں اس لئے کہ احادیث واردہ میں اطلاق ہے (یعنی ان میں کوئی قید مذکور نہیں) اور اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ جو بچہ سگ حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کے کاشانۂ اقدس میں تھا وہ تخت کے نیچے روپوش تھا اور اس میں حضور پاک کے لئے ایک واضح عذر تھا کیونکہ آپ کو اس کی پُوری تفصیل معلوم نہ تھی (اور اسکی وجہ آپ کی توجہ تھی) پس اس کے باوجود حضرت جبریل علیہ الصلٰوۃ والسلام گھر میں داخل ہونے سے رُک گئے، اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ گھر میں بچہ سگ موجود ہے اھ جو حضرت ملا علی قاری نے اقرار کرتے ہوئے نقل فرمائی **اقول**

---

[1] مرقات المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح کتاب اللباس تحت حدیث ۴۴۸۹ ۸/ ۲۶۵ و ۲۶۶

فیما استدل لہ بہ وان تبعہ فیہ الشیخ فی اشعۃ اللمعات ورجع اخرا الی استثناء کلب یحل اقتناؤہ وذلک لانہ کم من فرق بین مارخصہ الشرع لحاجۃ وبین ماوقع من غیر المرخص بدون علم وما مثلہ الا کنجاسۃ معفوۃ شرعا و اخری کثیرۃ صلی معہا من دون علم بہا، اما ماذکر فی الصورۃ فلا یصرح حدیث جبریل المذکور، وایضا اخرج البخاری والامام احمد عن ام المؤمنین انہا کانت اتخذت علی سہوۃ لہا سترا فیہ تماثیل فہتکہ النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قالت فاتخذت منہ نمرقتین فکانتا فی البیت نجلس علیہما[1] زاد احمد ولقد رأیتہ متکئا علی احداہما

(میں کہتا ہوں) جو کچھ امام نووی نے ارشاد فرمایا (اللہ تعالٰی ان پر رحمت برسائے اور ان کے طفیل ہم پر بھی رحمت کا نزول فرمائے) کتے میں واضح نزاع کی وجہ سے اس کا احتمال ہے کہ جس سے موصوف نے استدلال کیا ہے اگرچہ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے بھی اس مسئلہ میں ان کا ساتھ دیا ہے اور آخر میں اس کتے کا استثناء فرمایا کہ جس کی حفاظت کرنا شرعاً حلال اور جائز ہے، یہ اس لئے کہ بڑا فرق ہے اس کے درمیان کہ جس کی کسی ضرورت سے شریعت نے اجازت اور رخصت دی اور اس کے درمیان کہ بغیر رخصت دئے بغیر علم واقع ہوا۔ اور اس کی مثال نہیں مگر اس مقدارِ نجاست کی طرح جو شرعاً معاف ہے۔ اور دوسری مقدار عفو سے بہت زیادہ ہے کہ بغیر علم اس کے ساتھ کسی شخص نے نماز پڑھی۔ لیکن جو کچھ تصویر (صورۃ) کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے تو ذکر کردہ حدیث جبریل اس کی کوئی تصریح نہیں کرتی، نیز بخاری اور امام احمد نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ کے حوالے سے اس کی تخریج فرمائی کہ مائی صاحبہ نے طاق پر ایک پردہ لٹکایا جس میں نقشی تصویریں تھیں، تو حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

www.alahazratnetwork.org

---

[1] صحیح البخاری کتاب المظالم والقصاص باب ھل تکسر الدنان التی فیہا الخمر قدیمی کتبخانہ کراچی ۱/۳۳۷

وفیھا صورۃ[1] اھ وما کان رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لیترک فی البیت شیئا یمنع دخول جبریل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بل فی حدیثھا رضی اللہ تعالٰی عنھا عند الطحاوی قالت اشتریت نمرقۃ فیھا تصاویر فلما دخل علیّ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرأھا تغیر ثم قال یا عائشۃ ما ھٰذہ فقلت نمرقۃ اشتریتھا لک تقعد علیھا قال انا لا ندخل بیتا فیہ تصاویر[2]، فالحق ان الامتناع مختص بغیر المھانۃ، واللہ تعالٰی اعلم۔

نے اُسے پھاڑ ڈالا۔ مائی صاحبہ نے فرمایا: پھر میں نے اس کے دو چھوٹے تکئے بنا ڈالے، وہ گھر میں رکھے ہوتے، اور ہم اہل خانہ ان پر بیٹھتے (یعنی ان سے ٹیک لگا کر بیٹھتے)، امام احمد نے اس پر اتنا اضافہ کیا: بلاشبہہ میں نے حضور پاک کو دیکھا کہ آپ ان دونوں میں سے ایک پر ٹیک لگا کر تشریف فرما ہوتے جبکہ اس پر تصویر تھی اھ۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی ہرگز یہ شان نہیں کہ گھر میں کوئی ایسی چیز چھوڑ دیتے جو حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گھر میں داخل ہونے سے روک رکھتی، بلکہ امام طحاوی کے نزدیک مائی صاحبہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی روایت کچھ اس طرح ہے، فرمایا:

www.alahazratnetwork.org

میں نے ایک تکیہ خریدا جس میں نقشی تصویریں تھیں پھر جب حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے اور اُسے دیکھا تو چہرہ اقدس کا رنگ تبدیل ہوگیا اور ارشاد فرمایا: (اے عائشہ!) یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی ایک چھوٹا سا تکیہ ہے جو میں نے آپ کی خاطر خریدا ہے کہ اس سے آپ سہارا لگائیں گے، ارشاد فرمایا: ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے کہ جس میں تصویریں ہوں۔ حق یہ ہے کہ امتناع اُن تصویروں سے مختص ہے جو بغیر تذلیل و توہین باعزت طریقے سے رکھی ہوں۔ واللہ تعالٰی اعلم

تو ظاہر ہوا کہ تینوں علتیں متلازم ہیں اور تینوں سے تعلیل صحیح ہے اور ان میں سے ہر ایک میں حصر بھی کر سکتے ہیں، اور مغز تحقیق یہ ہے کہ اصل علت تعظیم ہے تعظیم ہی سے تشبہ پیدا ہوتا ہے اور تعظیم ہی سے ملائکہ رحمت نہیں آتے، ولہذا اہانت کی صورتیں جائز رکھی گئیں کہ فرش

---

[1] مسند احمد بن حنبل عن عائشہ رضی اللہ عنہا المکتب الاسلامی بیروت ۶/ ۲۴۷

[2] شرح معانی الآثار کتاب الکراہیۃ باب الصور تکون فی الثیاب ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۴۰۰

میں ہوں جن پر بیٹھیں، کھڑے ہوں، پاؤں رکھیں۔ یہ تقریر کلامِ مشائخ ہے وللہ الحمد۔

ثم اقول (پھر میں کہتا ہوں۔ ت) جبکہ ہر تعظیم تشبہ عبادت صورت ہے اور ہر تشبہ عبادت ملائکہ کے لئے قطعاً موجب نفرت، تو عارض ولازم میں تفرقہ محض بے اصل، تعلیق ونصب میں بھی تعظیم اسی فعل سے عارض ہوئی نہ کہ نفس ذات صورت کو لازم تھی تو بساط مفروش میں جب تصاویر کو موضع سجود میں رکھ کر ان پر سجدہ کیا جائے گا بعینہٖ انھیں معلق ومنصوب کرنے کے مثل ہوگا اور اس وقت دخول ملٰئکہ کو منع کرے گا کہ ان کا امتناع بوجہ تعظیم تھا اور تعظیم پائی گئی،

فما استظهره الشامی غیر ظاهر فان فرق بان جعلها فی المفروش اهانة لها فتعارض تعظیم السجود علیها فذلك امر اٰخر غیر کون التعظیم عارضا و ستعلم ما فیه بعون اللہ تعالٰی اما قول الحلیة ذلك لیس بمانع من دخول الملٰئکة[1] کما افادته هذه النصوص اقول لم تفد النصوص ان مجرد جعلها فی فراش او وسادة یخرجها عن منع الملٰئکة بل قیدته بقوله منبوذتین توطآن وللنسائی فی روایة یجعل بساطا یوطأ[2]

لہٰذا علامہ شامی نے جس کو ظاہر قرار دیا ہے وہ (درحقیقت) ظاہر نہیں۔ اور اگر یہ فرق کیا جائے کہ بچھے ہوئے فرش میں کسی تصویر کا ہونا (اور پیوستگی رکھنا) اس کی توہین وتذلیل ہے۔ اور اس پر سجدہ کرنے کی وجہ سے حصولِ تعظیم اس کے متعارض ومتصادم ہے تو یہ اور چیز ہے نہ یہ کہ تعظیم کا عارض ہونا ہے اور ابھی تجھیں اللہ تعالٰی کی مدد سے معلوم ہوجائے گا کہ جو کچھ اس میں کمزوری اور نقص ہے۔ لیکن صاحبِ حلیہ کا یہ کہنا کہ یہ دخولِ ملائکہ سے مانع نہیں جیسا کہ ان نصوص نے افادہ دیا۔ میں اس کے متعلق گزارش کرتا ہوں کہ نصوص سے یہ فائدہ حاصل نہیں ہوا کہ کسی تصویر کو فرش یا تکیے میں رکھنا اُسے امتناعِ ملائکہ سے نکال دیتا ہے بلکہ نصوص نے اس کو اِس قول سے مقید کیا ہے کہ وہ تصویریں پھینکی ہوئی پامال شدہ ہوں (تاکہ ان کی صحیح اہانت اور تذلیل ہو) اور امام نسائی

---

[1] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

[2] سنن النسائی کتاب الزینۃ ذکر اشد الناس عذابا میر محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/ ۳۰۱

وللطبرانی فی الاوسط رخص فیما کان یوطأ[1] فمن جعلها فی بساط ثم علقه علی الجدار کالاستار او وضعه علی الراس حرم قطعا ومنع الملئکة من الدخول فکذا من جعلها فی بساط ثم سجد علیها وبالجملة القصد هو الاستهان ولم یحصل الا تری الی ما فی البحر عن المحیط اذا کانت علی الوسادة ان کانت قائمة یکرہ لانه تعظیم لها وان کانت مفروشة لایکرہ[2] اھ والی ما فی الحلیة من شرح الجامع الصغیر للامام النووی یکرہ ما یکون علی الوسائد الکبار (ای لانتصابه یکرها) وکذلك کل شئ نصیب فیصیر تعظیما له فاما اذا کان تحقیرا له فلا باس کالبساط المفروش والوسادة الملقاة لان فی ذلك استهانة بالصورة اھ[3] وقد تقدم معناہ عن الهدایة والکافی والتبیین۔

کی رائے میں تصویر کسی ایسے بچھونے میں ہو کہ اسے پامال کیا جائے۔ اور امام طبرانی کی "الاوسط" میں ہے۔ اس تصویر کی رخصت دی گئی جو پامال کیجائے، لہذا جس نے تصویر کو کسی بچھونے میں رکھا، پھر پردوں کی طرح دیوار پر لٹکا دیا یا اسے سر پر رکھ دیا تو یہ قطعی طور پر حرام ہے اور دخول ملائکہ سے مانع ہے۔ اور اسی طرح جس نے اسے فرش میں رکھا اور پھر اس پر سجدہ کیا۔ (خلاصۂ کلام) مقصود اس کی توہین و تذلیل ہے جو یہاں حاصل نہیں ہوا، کیا تم نہیں دیکھتے کہ جو کچھ بحر الرائق میں بحوالہ محیط نقل کیا ہے۔ اگر کوئی تصویر کسی تکیے پر ہو اگر وہ کھڑا ہے تو کراہت ہوگی کیونکہ اس صورت میں تصویر کی تعظیم ہوگی، اور اگر وہ بچھا ہوا ہے تو پھر کراہت نہ ہوگی اھ (ارے) تم وہ نہیں دیکھتے جو کچھ حلیہ شرح جامع صغیر امام نووی میں مذکور ہے بڑے بڑے تکیوں میں جو نقشی تصویریں ہوں (ان کے استعمال میں) کراہت ہے اس لئے کہ ان کے اونچا کرنے سے تصویریں کھڑی رہتی ہیں، اور یہی حکم ہر کھڑی چیز کا ہے کیونکہ اس میں تصویر کی تعظیم ہے، لیکن جب ان کی تحقیر اور ذلت ہو تو پھر کچھ حرج نہیں جیسے بچھے ہوئے فرش اور پاؤں میں پڑے ہوئے تکیے وغیرہ، کیونکہ اس میں تصویر کی توہین و تذلیل ہے

---

[1] المعجم الاوسط حدیث ۵۶۹۹ مکتبۃ المعارف ریاض ۶/ ۳۲۹

[2] بحر الرائق کتاب الصلوٰۃ باب ما یفسد الصلوٰۃ ما یکرہ فیہا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۲۷

[3] حلیۃ المحلی شرح منیۃ المصلی

(جو مقصد شریعت ہے) اھ اور اس کا مفہوم ہدایہ، کافی اور تبیین کے حوالے سے پہلے گزر چکا ہے (ت)

ثم اقول (پھر میں کہتا ہوں۔ ت) تصویر کہ مصلّی کے پس پشت ہو اسی حالت میں مکروہ ہے کہ منصوب یا معلق یا دیوار پر منقوش یا چسپاں یا آئینہ میں لگی ہو اور یہ قطعاً تعظیم ہے،

فانتفی قول المعراج لاتعظیم فیہ ولاتشبہ کما تقدم ولیت شعری اذا انتفیا فما الموجب للکراھۃ فان میل الی التمسک بامتناع الملٰئکۃ قلنا اذ لاتعظیم فلا امتناع۔

لہذا مصنف معراج الدرایہ کا قول منفی اور زائل ہوگیا کہ اس صورت میں تعظیم اور تشبہ دونوں نہیں، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے، کاش میں (اس راز کو) سمجھ لیتا کہ جب تعظیم اور تشبہ دونوں منتفی اور زائل ہیں تو پھر وجہ کراہت کیا ہے۔ اگر امتناع ملٰئکہ کے استدلال کی طرف میلان کیا جائے تو ہم کہتے ہیں جب تعظیم نہیں تو امتناع کہاں ہے (ت)

ثم اقول شرع مطہر نے جس شے کی تعظیم حرام اور توہین واجب کی اُس سے اگر ایسا برتاؤ کیجئے جس میں ایک جہت سے توہین اور دوسری جہت سے تعظیم ہو وہ حرام و ناجائز ہی ہوگا اور یہ نہیں کہہ سکتے کہ تعظیم و توہین متعارض ہو کر برابر ہوگئیں،

www.alahazratnetwork.org

اذ لایجتمع الحلال والحرام الاغلب الحرام واعتبرھذا لمن یقبل الوثن ویضربہ بالنعل فھل یقال تکافا التقبیل والضرب فیجوز کلا بل یحرم لانہ خلط عملا صالحا واخر سیئا۔

اس لئے کہ حلال اور حرام جمع نہیں ہوتے (مگر بربنائے احتیاط) حرام غالب ہوگا۔ اور اس کا اعتبار اُس شخص کے (متضاد کام سے) کیا جاسکتا ہے کہ وہ ایک طرف تو صنم کو چومتا چاٹتا ہے اور دوسری طرف دیکھئے تو اس کی حالت یہ ہے کہ وہ جوتوں سے اسے مارتا پیٹتا ہے تو پھر اس کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ بوسہ بازی اور مارپیٹ دونوں کام باہم برابر ہوگئے۔ لہذا یہ دونوں فعل جائز ہوگئے، ہرگز ایسا نہیں، بلکہ اس کا صنم کو بوسہ دینا حرام ہے، یہاں اسی صورت میں اس نے اچھے اور برے فعل کو باہم مخلوط کردیا ہے۔ (ت)

ولہذا محرر المذہب امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی ورحمنا بہ (پس اس لئے مذہب کو قیدِ تحریر میں لانے والے حضرت امام محمد، اللہ تعالٰی ان پر رحم وکرم فرمائے اور ان کے صدقے ہم سب پر بھی رحمت برسائے۔ ت) نے کتاب الاصل میں سجادہ یعنی جانماز میں تصویر کا ہونا مطلقاً مکروہ ٹھہرایا اگرچہ تصویر پر سجدہ نہ ہو کہ جانماز معظم ہے تو اس میں تصویر ہونا تصویر کی تعظیم ہے اور یہ لحاظ نہ فرمایا کہ جانماز زمین پر بچھائی جائے گی اور زمین پر بچھانا تصویر کی توہین ہے اس پر پاؤں رکھا جائے گا اور

یہ غایت توہین ہے تو وجہ وہی ہے کہ تعظیم مطلقاً مکروہ ہے اگرچہ اس کے ساتھ توہین بھی ہو جیسے معظمانِ دینی کی توہین مطلقاً حرام ہے اگرچہ اس کے ساتھ ہزار تعظیمیں بھی ہوں۔ ہدایہ میں ہے:

اطلق الکراھۃ فی الاصل لان المصلی معظم[1]

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الاصل میں کراہت کو مطلق رکھا اس لئے کہ جانماز ایک قابلِ تعظیم چیز ہے۔ (ت)

عنایہ میں ہے:

معناہ ان البساط الذی اُعِدّ للصلوٰۃ معظم من بین سائر البسط فاذا کان فیہ صورۃ کان نوع تعظیم لھا و نحن امرنا باھانتھا فلاینبغی ان تکون فی المصلی مطلقا سجد علیھا اولم یسجد[2]

اس کا معنیٰ ہے کہ جو فرش (اور قالین وغیرہ) نماز کے لئے تیار کئے گئے وہ دوسرے تمام فرشوں سے اعلیٰ، عمدہ اور بڑے ہیں اور قابلِ تعظیم ہیں، پھر جب اُن پر کوئی تصویر ہو تو اسکی ایک گونہ تعظیم ہوگی حالانکہ ہمیں اس کی توہین و تذلیل کرنے کا حکم دیا گیا ہے لہذا علی الاطلاق موزوں اور مناسب نہیں کہ تصویر کسی جانماز میں موجود ہو خواہ کوئی اس پر سجدہ کرے یا سجدہ نہ کرے۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

اسی طرح تبیین وغیرہ میں ہے۔

فانتفی ماوجہ بہ العلامۃ الشامی عدم التعظیم فیما اذا کانت خلفہ علی ستر او حائط، واستقر عرش التحقیق علی التلازم والعلل الثلاث وللہ الحمد۔

لہذا وہ کلام زائل اور منتفی ہوگیا کہ جس سے علامہ شامی نے عدمِ تعظیم کی توجیہ فرمائی تھی۔ اگر کوئی تصویر کسی پردے یا دیوار پر نمازی کے پس پشت ہو (تو کراہت نہ ہوگی) لہذا عرش تحقیق تینوں علتوں اور تلازم پر قرار پذیر ہوگیا، اور اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہر نوع تعریف و توصیف ہے (ت)

ثم اقول وباللہ التوفیق (پھر میں اللہ تعالےٰ کی توفیق سے کہتا ہوں۔ ت) تشبہ دو قسم ہے: ایک عام کہ مطلقاً تصویر ممنوع کو بروجہ تعظیم رکھنے سے حاصل ہوتا ہے کما تقدم

---

[1] الہدایۃ کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا المکتبۃ العربیہ کراچی ۱/۱۲۲

[2] العنایۃ شرح الہدایہ علی ہامش فتح القدیر " " " " مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۳۶۲

تحقیقه والتصریح به عن الامام فخر الاسلام (جیسا کہ اس کی تحقیق پہلے ہو چکی، اور امام فخر الاسلام کے حوالے سے اس کی تصریح آگئی۔ ت)، دوسرا تشبہ خاص کہ اس کے علاوہ نفس نماز میں مصلی کے کسی فعل یا ہیأت سے ظاہر ہو مثلاً تصویر کو سامنے رکھ کر اس کی طرف افعالِ نماز بجا لانا یہ اشد و اخبث ہے یہ ضرور نفس تعظیم سے اخص ہے،

وعلیه یصدق قول الشامی ان التعظیم[1] اعم وقول الحلیة ان لیس مدارا بل یوجب زیادة۔[2]

اور اس پر علامہ شامی کا یہ ارشاد کہ تعظیم زیادہ عام ہے بلاشبہہ صادق آتا ہے، اور مصنف الحلیہ کا یہ کہنا کہ یہ "مدار" نہیں بلکہ موجب زیادت ہے۔ (ت)

جہاں یہ ہو نماز میں کراہت تحریم ہوگی ورنہ مکان میں اس کا بروجہ تعظیم رکھنا تو قطعاً ممنوع و گناہ ہے،

فی الحلیة والبحر ورد المحتار هذه الکراهة کراهة تحریم[3] زاد فی البحر ینبغی ان یکون حراما لامکروها ان ثبت الاجماع او قطعیة الدلیل لتواتره۔[4]

حلیہ، بحر الرائق اور فتاوٰی شامی میں ہے یہ کراہت کراہت تحریمی ہے۔ اور بحر الرائق میں یہ اضافہ فرمایا: مناسب ہے کہ یہ بجائے مکروہ ہونے کے حرام ہو، اگر اجماع اور دلیل کا قطعی ہونا ثابت ہو جائے اس کے تواتر کی وجہ سے۔ (ت)

اور اس کے سبب نماز میں کراہت تنزیہی آجائے گی۔ عنایہ میں ہے:

لان تنزیه مکان الصلوٰة عما یمنع دخول الملٰئکة مستحب۔[5]

اس لئے کہ جائے نماز کو اپنی چیز سے بچانا جو فرشتوں کے داخل ہونے سے مانع ہو مستحب ہے (ت)

حاشیۂ علامہ سعدی افندی میں ہے:

---

[1] رد المحتار کتاب الصلوٰة باب مایفسد الصلوٰة ومایکره فیها داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۴۳۶

[2] حلیة المحلی شرح منیة المصلی

[3] رد المحتار کتاب الصلوٰة باب مایفسد الصلوٰة ومایکره فیها داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۴۳۵

[4] بحر الرائق " " " " " " " ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/۲۷

[5] العنایة شرح الهدایة علی هامش فتح القدیر " " " " مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۳۶۳

فتکون الکراھۃ تنزیھیۃ[1]۔ لہذا یہ کراہت، کراہتِ تنزیہی ہوگی (ت)

یہ ہے وہ کراہت جو محقق نے مکان سے نماز کی طرف ساری مانی، ہمارے اس بیان سے ظاہر ہُوا کہ مسئلہ تصاویر میں دربارۂ نماز جو لفظ کرہ کتب میں ارشاد ہوا اس سے مراد کراہت تحریمی و تنزیہی سے عام ہے،

وعلیہ یستقیم قول الشامی ظاھر کلام علمائنا ان ما لا یؤثر کراھۃ فی الصلوٰۃ لایکرہ ابقاؤہ وقد صرح فی الفتح وغیرہ بان الصورۃ الصغیرۃ لا تکرہ فی البیت[2] اھ والا فعلۃ کراھۃ التحریم فی الصلوٰۃ ھو التشبہ الخاص وفی الابقاء ھو التعظیم وقد اعترف انہ اعم من التشبہ وانتفاء الاخص لایوجب الانتفاء الاعم **اقول** وظھر لما قررنا ان السؤال الذی ذکرہ المحقق لم یکن وارداً من اصلہ فان المنتفی عند الاستدبار ھو التشبہ الخاص ولا تنحصر الکراھۃ فیہ **واقول** ظھر ایضاً ان الجواب الذی ابداہ لیس مما ابداہ بل ھو مفاد کلام المشائخ

اور اس پر علامہ شامی کا قول ٹھیک صادق آتا ہے کہ ہمارے علمائے کرام کا ظاہر کلام یہ ہے کہ جو چیز نماز کے مکروہ ہونے میں مؤثر نہ ہو تو اس کا باقی رکھنا بھی مکروہ نہیں۔ اور فتح القدیر وغیرہ میں یہ تصریح فرمائی کہ گھر میں چھوٹی تصویر ہو تو کراہت نہ ہوگی اھ ورنہ نماز میں کراہت تحریمی کی علت تشبہ خاص ہے، اور اس کے باقی رکھنے میں تعظیم ہے، علامہ موصوف نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ تشبہ سے تعظیم زیادہ عام ہے اور (قاعدہ یہ ہے کہ) خاص کا انتفاء عام کے انتفاء کا موجب نہیں **اقول** (میں کہتا ہوں) جو کچھ ہم نے ثابت کیا اس سے یہ واضح ہوگیا کہ جس سوال کو محقق نے ذکر فرمایا وہ بالکل وارد نہیں، اس لئے کہ وقت استدبار تشبہ خاص منتفی اور زائل ہے، اور کراہت اس میں منحصر نہیں **واقول** (اور میں کہتا ہوں) اور یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ موصوف نے جس جواب کو ظاہر قرار دیا وہ ظاہر نہیں بلکہ وہ کلامِ مشائخ اور ان کی تعلیل امتناعِ ملائکہ

---

[1] حاشیہ سعدی چلپی علی العنایۃ کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا دار احیاء التراث ۱/ ۳۶۳

[2] ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا المطبعۃ الکبری بولاق مصر ۱/ ۴۳۷

وتعلیلهم بامتناع الملٰئکة **واقول** ظهر ایضا ان السؤال الذی اورد المحقق الحلبی علی مسألة السجود علی التصویر لم یکن من الوارد ایضا لانه ان انتفی فیه فالتشبه الخاص بل لانسلم انتفاءه ایضا فان السجود علی التصویر یشبه عبادته قطعا کما نص علیه فی الکافی ولفظه السجود علیها یشبه عبادة الاوثان[1] والتبیین ونصه السجود علیها یشبه عبادتها فیکرہ[2] فانتفی ما ذکر العلامة الشامی ان لا تشبه فیه **اقول** وظهر ایضا ان الجواب الذی ابداہ فی الحلیة وظن انهم لم یذکروہ کلامهم محیط به کما علمت وللہ الحمد **اقول** و بتحقیقنا هذا یحصل التوفیق فی مسألتین الاولٰی کراهة الصلاة حیث کانت الصورة خلف فمن اثبت وهم الاکثرون

سے حاصل ہے ——————

واقول (اور میں کہتا ہوں) اور یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ تصویر پر سجدہ کرنے کے مسئلہ پر محقق حلبی نے جو سوال اٹھایا وہ اصلاً وارد نہیں کیونکہ اس میں اگر انتفاء بھی ہو تو تشبہ خاص کا انتفاء ہوگا بلکہ ہم اس کا انتفاء بھی تسلیم نہیں کرتے، کیونکہ تصویر پر سجدہ کرنا یقیناً اس کی عبادت کے مشابہ ہے جیسا کہ "الکافی" میں اس کی تصریح پائی گئی چنانچہ اس کے الفاظ یہ ہیں: کسی تصویر پر سجدہ کرنا عبادتِ صنم کے مشابہ ہے۔ اور التبیین کی تصریح یہ ہے: تصویر پر سجدہ کرنا اس کی عبادت کے مشابہ ہے لہٰذا مکروہ ہے، لہٰذا علامہ کا یہ ذکر کرنا کہ اس میں کوئی تشبہ نہیں، بلاشبہہ زائل ہوگیا۔ **اقول** (میں کہتا ہوں) اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ "الحلیہ" میں اس کے مصنف نے جس جواب کو ظاہر کیا ہے اور یہ گمان کیا کہ ائمہ کرام نے اسے ذکر نہیں فرمایا حالانکہ ان کا کلام اس جواب پر محیط ہے جیسا کہ آپ جانتے ہیں، اور اللہ تعالٰی کے لئے ہی تعریف و توصیف ہے۔ **اقول** (میں کہتا ہوں) ہماری اس تحقیق سے دو مسئلوں کے درمیان موافقت (اور مطابقت) پیدا ہوگئی، پہلا مسئلہ جہاں تصویر پس پشت ہو تو بھی نماز مکروہ ہے۔ جن حضرات نے اس کو

---

[1] الکافی شرح الوافی

[2] تبیین الحقائق کتاب الصلوٰۃ باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا المطبعۃ الکبرٰی بولاق مصر ۱/ ۱۶۷

وجعله فی التنویر الاظهر، اثبت کراهة التنزیه ومن نفی وهو الذی مشی علیه صدر الشریعة فی شرح الوقایة وجزم به فی متنه النقایة واعتمده فی الغایة کما فی التبیین والدرر والامام العتابی کما فی الفتح وتبعه ابن کمال باشا فی الایضاح نفی کراهة التحریم **والثانیة** الصلوٰة علی سجادة فیها تصاویر اذا لم یسجد علیها نفی الامام محمد الکراهة فی الجامع الصغیر، واثبتها فی الاصل والکل صحیح بالتوزیع ای یکره تنزیها لا تحریما والوجه فیهما وجود التشبه العام دون الخاص وذلك ظاهر فی الاولی اما الثانیة فلان وضع التصویر فی المصلی تعظیم له کما سمعت وکل تعظیم له تشبه بعبادته کما علمت وکل صلوٰة کان معها التلبس بهذا التشبه کرهت و لاینافیها وجود الاستهانة بوجه آخر کما قدمنا فانتفی ماذکرهٰهنا فی الحلیة حیث قال قلت یلزم

ثابت کیا ہے وہ اکثریت رکھتے ہیں۔ اور "التنویر" میں اس کو زیادہ ظاہر قرار دیا تو کراہت تنزیہی کا اثبات فرمایا۔ اور جن لوگوں نے اس کی نفی فرمائی، چنانچہ شرح وقایہ میں صدر الشریعت نے یہی روش اختیار فرمائی اور متن "النقایہ" میں اس پر اظہارِ یقین کیا، اور "الغایہ" میں اسی پر اعتماد کیا جیسا کہ تبیین اور درر اور امام عتابی سے منقول ہے، جیسا کہ فتح القدیر میں ہے، اور الایضاح میں ابن کمال پاشا نے بھی اس کا ساتھ دیا تو کراہت تحریمی کی نفی کی۔

دوسرا مسئلہ ایسی جانماز پر نماز پڑھنا کہ جس میں تصویریں ہوں جبکہ ان پر سجدہ نہ کرے تو اس صورت میں حضرت امام محمد نے جامع صغیر میں کراہت کی نفی فرمائی۔ لیکن کتاب الاصل میں کراہت کو ثابت کیا ہے، اور یہ سب کچھ بلحاظ توزیع (تقسیم) صحیح ہے یعنی مکروہ تنزیہی اور تحریمی پر اور دونوں میں "وجہ" تشبہ عام کا پایا جاتا ہے نہ کہ تشبہ خاص، اور پہلی صورت میں ظاہر ہے لیکن دوسری صورت، اس لئے کہ جانماز میں تصویر رکھنا بلاشبہ اسکی تعظیم ہے جیسا کہ آپ سن چکے، اور تعظیم میں اسکی عبادت سے تشبہ ہے جیسا کہ تمھیں معلوم ہے، اور ہر نماز کہ جس میں اس "تشبہ" سے تلبس ہو تو وہ مکروہ ہے، اور کسی اور وجہ سے اس میں توہین کا پایا جانا اس کے منافی (اور متصادم) نہیں، جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے، لہذا یہاں جو کچھ حلیہ میں ذکر کیا گیا وہ زائل اور ختم ہو گیا،

www.alahazratnetwork.org

على هذا ان يكون ما في
الاصل موضوعا في المصلى
لا غير وما في الجامع فيما
عداه وفيه ما لا يخفى [1] اھ
اقول بل كلاهما في المصلى
ولا بعد فيه التطبيق ما ذكرنا
قال رحمه الله تعالى والاحسن
ان يقال ظاهر الكتابين التعارض
فيما عدا موضع السجود
فاما ان يكون ما في الجامع
من القيد المذكور قيدا
اتفاقيا واما ان يكون
ما في الاصل مقيدا بما
في الجامع [2] اھ ويزيد ان
التوفيق اما بارجاع ما في
الجامع الى ما في الاصل
من اطلاق الكراهة
سواء كانت في محل السجود
او غيره والتقييد بكونها
فيه وقع وفاقا او بارجاع ما
في الاصل الى ما في الجامع
بحمل المطلق على المقيد۔

چنانچہ مصنف حلیہ نے فرمایا میں کہتا ہوں اس طور
پر لازم آتا ہے کہ جو کچھ اصل میں مذکور ہے وہ اس
تصویر کے بارے میں ہو جو صرف جانماز میں رکھی
ہوئی ہو، اور جو کچھ جامع صغیر میں مذکور ہے وہ
اسکے علاوہ میں ہے اور اس میں جو کمزوری ہے وہ
کسی پر پوشیدہ نہیں اھ **اقول** (میں کہتا ہوں)
بلکہ یہ دونوں جانماز کے متعلق ہیں، اور اس میں کوئی
بُعد نہیں بلکہ اس میں وہ طریقہ تطبیق ہے جو ہم نے
ذکر فرمایا، مصنف حلیہ رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا
زیادہ اچھی بات یہ ہے کہ کہا جائے کہ بظاہر دونوں
کتابوں میں محل سجود کے علاوہ تعارض ہے (اور
دونوں میں مطابقت کی صورت یہ ہے کہ) یا یہ ہو
کہ جامع صغیر میں جو قید مذکور ہے اس کو قید
اتفاقی تسلیم کیا جائے یا جو کچھ اصل میں ہے
وہ جامع صغیر کی عبارت سے مقید ہے اھ
اور مزید موافقت کی صورت یہ ہے کہ جو کچھ جامع صغیر
میں مذکور ہے اسے اصل کی طرف راجع کیا جائے
یعنی کراہت سے مطلق کراہت مراد ہو خواہ تصویر
محل سجدہ میں ہو یا محل سجدہ میں نہ ہو، اور جامع صغیر
میں جو تقیید واقع ہوئی وہ قید اتفاقی تسلیم کیجائے
یا جو کچھ اصل میں مذکور ہے وہ جامع صغیر کی طرف
بایں طریقہ راجع ہے کہ یہاں مطلق مقید پر محمول ہے۔

www.alahazratnetwork.org

---

[1] التعلیق المجلی لما فی منیۃ المصلی علی ہامش منیۃ المصلی بحوالہ الحلیہ مکروہات الصلوٰۃ مکتبہ قادریہ لاہور ص ۳۶۵

[2] 〃

اقول وکانہ عند ھذا التحریر لم یتیسرلہ مراجعۃ الجامع الصغیر فان عبارتہ لاتحتمل ماذکر من الغاء القید وانما کان مساغہ لوکان منطوقہ کراھۃ الصلوٰۃ مقیدا بکون الصورۃ فی محل السجود فکان یفید عدم الکراھۃ فی غیرہ بطریق المفھوم فقال ان القید اتفاقی ولیس کذٰلک بل اصل منطوقہ ماینافی الاصل اعنی عدم الکراھۃ فاین المساغ لما ذکر وھذا نص الجامع لاباس ان یصلی علی بساط فیہ تصاویر ولا یسجد علی التصاویر[1] اھ قال رحمہ اللہ تعالٰی وھذا اولٰی (ای الثانی) لانہ لایظھر وجہ القول بکراھۃ الصلوٰۃ علی بساط کبیر فیہ صورۃ تحت قدم المصلی وھو لازم الاول بخلاف الثانی اھ[2] **اقول** قد افدناک

اقول (میں کہتا ہوں) یہ تحریر کرتے وقت محقق موصوف کو جامع صغیر کی طرف مراجعت کی توفیق حاصل نہیں ہوئی اس لئے اس کی عبارت قید مذکور کو لغو قرار دینے کا احتمال نہیں رکھتی، اور اس کے جواز کی صورت تب ہوسکتی کہ اس کا منطوق (عبارتِ ملفوظ) یہ ہوتا کہ نماز مکروہ ہوگی جبکہ تصویر محلِ سجدہ میں ہو۔ پھر اس سے یہ فائدہ حاصل ہوتا کہ اگر محلِ سجدہ میں تصویر نہ ہو تو کراہت نہ ہوگی۔ اور یہ فائدہ بلحاظ مفہوم حاصل ہوتا، اور کہا کہ قید اتفاقی ہے، حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ اس کا اصل منطوق کتاب الاصل کے منافی ہے۔ میری مراد یہ ہے کہ وہ عدمِ کراہت ہے، تو جو کچھ علامہ موصوف نے ذکر کیا اس کا جواز کہاں ہے۔ (دیکھئے) جامع صغیر کی یہ تصریح ہے کوئی حرج نہیں اگر ایسے فرش پر نماز پڑھے کہ جس پر تصویریں ہوں جبکہ ان تصویروں پر سجدہ نہ کرے اھ، موصوف نے فرمایا (اللہ تعالٰی ان پر رحم فرمائے) یہ اولٰی ہے (یعنی دوسری) وجہ کیونکہ اس قول کی وجہ ظاہر نہیں کہ بڑے فرش پر نماز مکروہ ہے کہ جس میں تصویر نمازی کے زیرِ قدم ہو، اور یہ اول کو لازم ہے بخلاف ثانی اھ

اقول (میں کہتا ہوں) بیشک ہم نے تمہیں

---

[1] الجامع الصغیر کتاب الصلوٰۃ باب فی الامام این یستحب یقوم الخ مطبع یوسفی لکھنؤ ص ۱۱

[2] التعلیق المجلی لمن فی منیۃ المصلی علی ہامش منیۃ المصلی بحوالہ الحلیہ مکروہات الصلوٰۃ مکتبہ قادریہ لاہور ص ۳۶۵

www.alahazratnetwork.org

الوجہ فتشکر ثم لا وجہ یظہر لتقییدہ بالکبیر بعد فرض الصورۃ تحت القدم واللہ تعالٰی اعلم وتبعہ البحر فی ھذا البحث کلہ غیر انہ قال اطلق الکراھۃ فی الاصل فیما اذا کان علی البساط المصلی علیہ صورۃ لان الذی یصلی علیہ معظم فوضع الصورۃ فیہ تعظیم لھا بخلاف البساط الذی لیس بمصلی اھ[1] فحمل البساط علی السجادۃ کما حملنا ثم تبع الحلیۃ فقال وتقدم عن الجامع الصغیر التقیید بموضع السجود فینبغی ان یحمل اطلاق الاصل علیہ وانھا اذا کانت تحت قدمیہ لایکرہ اتفاقا اھ[2] **اقول** قولہ وانھا معطوف علی قولہ ان یحمل داخل تحت ینبغی فھو بحث منہ بناءً علی ماحمل علیہ کلام الاصل وقد علمت مافیہ بل تکرہ فی المصلی مطلقا

اس وجہ کا فائدہ بخشا لہذا شکریہ ادا کیجئے، پھر لفظ "بساط" کو لفظ "کبیر" سے موصوف اور مقید کرنے کی کوئی ظاہر وجہ موجود نہیں جبکہ یہ فرض کرلیا کہ تصویر (نمازی کے) زیر قدم ہے واللہ تعالٰی اعلم، بحر رائق نے اس پوری بحث میں اس کی متابعت کی ہے مگر یہ کہ فرمایا اصل میں کراہت کو مطلق رکھا اُس حالت میں جبکہ بچھی ہوئی جانماز پر تصویر ہو کیونکہ جس فرش پر نماز پڑھی جائے وہ قابلِ تعظیم ہے پھر اس میں کسی کا رکھنا اس تصویر کی بلاشبہہ تعظیم ہے لیکن وہ فرش ہو جانماز نہ ہو اھ (یہاں) موصوف نے فرش کو جانماز پر حمل کیا ہے جیسا کہ ہم نے حمل کیا ہے۔ پھر حلیہ کے اتباع میں فرمایا کہ جامع صغیر کا حوالہ پہلے آچکا کہ اس نے اُسے محلِ سجدہ سے مقید کیا ہے۔ لہذا مناسب یہ ہے کہ اصل کے اطلاق کو اس پر حمل کیا جائے، اور جب تصویر دونوں پاؤں کے نیچے ہو تو باتفاق کراہت نہیں اھ **اقول** (میں کہتا ہوں) اس کا یہ کہنا کہ "وانھا" اس کے قول "ان یحمل" پر معطوف ہے اور "ینبغی" کے ذیل میں داخل ہے۔ اور یہ اس کی بحث ہے اس بناء پر کہ جس پر اُس نے کلامِ اصل کو حمل کیا ہے۔ اور تمھیں معلوم ہے جو کچھ اس میں

---

[1] و [2] بحر الرائق کتاب الصلوٰۃ باب یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۲۸

وان کانت تحت القدم و مافی الدر وغیرہ لا یکرہ ولوکانت تحت قدمیہ او محل جلوسہ لانہا مہانۃ[1] مخصوص بغیر السجادۃ بدلیل الدلیل وقد نقلوا قاطبۃ عن الاصل الاطلاق المرسل فی المصلی وما عللوہ بہ شامل لکل صورۃ کما لا یخفی نعم فی بساط غیرہ لا یکرہ اذا صلی علیہ ولم یسجد علیہا وان لم تکن تحت قدمیہ بل ولو کانت امامہ لوجود الاہانۃ مطلقا مع عدم التعظیم لوجہ قال فی الحلیۃ نقلا من شرح الجامع الصغیر لفخر الاسلام لا یکرہ ان یصلی دون وسادۃ علیہا تصاویر[2] اھ **اقول** ھو نص نفس الجامع الصغیر ثم المراد بالوسادۃ الصغیرۃ دون کبیرۃ تورث الصورۃ انتصابا کما

کمزوری ہے، بلکہ جانماز میں تصویر کا ہونا علی الاطلاق مکروہ ہے اگرچہ تصویر زیرِ قدم ہو، اور جو کچھ دُر وغیرہ میں ہے کہ یہ مکروہ نہیں اگرچہ تصویر دونوں قدموں کے نیچے ہو یا اس کے بیٹھنے کی جگہ میں ہو اس لئے کہ وہ بحالتِ توہین و تذلیل ہے اور یہ بغیر جانماز مخصوص ہے دلیل وہی دلیل ہے۔ حالانکہ سب نے بالاتفاق کتاب الاصل سے "اطلاق مرسل" نقل کیا ہے، اور انھوں نے جو اس کی تعلیل ذکر فرمائی وہ ہر تصویر کو شامل ہے جیسا کہ یہ پوشیدہ نہیں، ہاں کسی دوسرے تصویر والے بچھونے پر نماز پڑھے اور تصویر پر سجدہ نہ کرے تو کراہت نہ ہوگی اگرچہ تصویر اس کے قدموں کے نیچے نہ ہو، بلکہ اگرچہ تصویر اس کے آگے ہی ہو اس لئے کہ اس حالت میں مطلقاً توہین پائی گئی باوجودیکہ تعظیم کسی وجہ سے بھی نہیں۔ الحلیہ میں شرح جامع صغیر سے نقل کرتے ہوئے فرمایا جانماز کے علاوہ کسی اور فرش پر کہ جس میں تصویریں ہوں نماز پڑھے تو کراہت نہیں اھ **اقول** (میں کہتا ہوں) یہ خود جامع صغیر کی تصریح ہے۔ وسادہ یعنی جانماز سے چھوٹی جانماز مراد ہے نہ کہ بڑی کہ جس سے تصویر کا قیام پیدا ہوتا ہے، جیسا کہ

---

[1] درمختار کتاب الصلوٰۃ باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا مطبع مجتبائی دہلی ۱/۹۲

[2] التعلیق المجلی لما فی منیۃ المصلی علی ہامش منیۃ المصلی مکروہات الصلوٰۃ مکتبہ قادریہ لاہور ص ۳۶۳

www.alahazratnetwork.org

تقدم، ثم لایخفی علیك ان التوفیق الذی ذکرہ الفقیر اولی مما اختارہ ھذا المحقق لان فیہ اھمال احدھما فی بعض متناولاتہ وفیما ذکرت اعمال کلیھما فی کلہ فانظر الی کثرۃ الفوائد فی کلام المشائخ رحمھم اللہ تعالٰی وھکذا کلامھم اذا امعن فیہ النظر وساعد التوفیق فی اللطیف الخبیر عن جلالہ وللہ الحمد۔

پہلے گزر چکا، اور تم پر یہ بات پوشیدہ نہ رہے کہ جو موافقت فقیر (امام احمد رضا) نے پیش کی وہ اس سے بہتر ہے جو اس محقق نے اختیار کی کیونکہ اس میں دو میں سے ایک کے بعض مشمولات کو نظر انداز کر دینا ہے، اور جو کچھ میں نے اس باب میں ذکر کیا اس میں یہ فوقیت وخوبی ہے کہ سب میں دونوں کو عمل دینا ہے۔ لہذا مشائخ رحمہم اللہ تعالٰی کے کلام میں کثیر فوائد کو ملاحظہ فرمائیے، اور ان کا کلام ایسا ہی ہوتا ہے جبکہ اس پر گہری نظر ڈالی جائے۔ اور توفیق دینے میں مددگار لطیف وخبیر ہے کہ جس کا جلال غالب اور زبردست ہے، اور اللہ تعالٰی کے لئے ہر تعریف وتوصیف ہے۔ (ت)

ثم اقول وبہ استعین (پھر میں کہتا ہوں اسی سے طلبِ مدد کرتے ہوئے۔ ت)

تنقیح علت اگرچہ بفضلہٖ تعالٰی بروجہ احسن ہوئی مگر ابھی ایک اور تنقیح عظیم باقی ہے جبکہ علتِ کراہت تشبہ عبادت ہے خاص ہو یا عام، تو ضرور ہے کہ وہ تصویر جنس مایعبدہ المشرکون (تصویر اس جنس سے ہو کہ جس کی مشرکین عبادت کرتے ہیں۔ ت) سے ہو کہ جسے مشرکین پوجتے ہی نہیں وہ بُت کے حکم میں نہیں کہ اس کے بروجہ تعظیم رکھنے یا اس کی طرف نماز پڑھنے میں معاذ اللہ عبادتِ بُت سے تشبہ ہو، ولہذا جابجا کراہت کو عبادت اور اس کے عدم کو عدم سے تعلیل فرماتے ہیں کہ یہ مشرک اس کی عبادت نہیں کرتے، لہذا کراہت نہیں، مثلاً:

(۱) اتنی چھوٹی تصویر کہ زمین پر رکھ کر دیکھو تو اعضا کی تفصیل نہ معلوم ہو مورثِ کراہت نہیں کہ اتنی چھوٹی کی عبادت مشرکین کی عادت نہیں۔ ہدایہ وکافی وتبیین میں ہے:

لوکانت الصورۃ صغیرۃ بحیث لاتبدو للناظر لایکرہ لان الصغار جدا لاتعبد[1]۔

اگر تصویر اتنی چھوٹی ہو کہ دیکھنے والے کیلئے واضح نہ ہو تو مکروہ نہیں اس لئے کہ اتنی چھوٹی تصویروں کی پرستش نہیں ہوتی۔ (ت)

---

[1] الہدایۃ کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا المکتبۃ العربیہ کراچی ۱/۱۲۲

فتح القدیر میں ہے:

فلیس لھا حکم الوثن فلا تکرہ فی البیت[1]۔

لہذا ایسی تصویر کے لئے حکم صنم نہیں لہذا اس کا گھر میں رکھنا مکروہ نہیں۔ (ت)

اور اس بارے میں امیر المومنین فاروقِ اعظم و حضرت عبداللہ بن مسعود و حذیفہ بن الیمان و نعمٰن بن مقرن و عبداللہ بن عباس و ابوہریرہ و ابوموسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہم صحابہ اور سیدنا دانیال علیہ الصلوٰۃ والسلام سے آثار مروی و مذکور ہیں کما بینّٰھا فی الحلیۃ (جیسا کہ انھیں حلیہ میں بیان فرمایا۔ ت)

(۲) سر بریدہ یا چہرہ محو کردہ کہ اس کی بھی عبادت نہیں ہوتی، اور بھنویں اور آنکھیں مٹا دینا کافی نہیں، نہ چاروں ہاتھ پاؤں کاٹ دینا نفی کراہت کرے۔ تبیین و بحر میں ہے:

مقطوعۃ الراس لاتکرہ لانھا لا تعبد بدون الراس عادۃ ولا اعتبار بازالۃ الحاجبین او العینین لانھا تعبد بدونھما[2]۔

سر بریدہ تصویر رکھنا مکروہ نہیں اس لئے کہ بغیر سر عادتاً اس کی عبادت نہیں کی جاتی لیکن دونوں ابرو اور دونوں آنکھیں مٹا دینے کا کچھ اعتبار نہیں، اس لئے کہ ان کے بغیر بھی اس کی عبادت کی جاتی ہے۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

ہدایہ میں فرمایا:

ممحو الراس لیس بتمثال لانہ لا یعبد بدون الراس[3]۔

اگر سر محو کر دیا جائے یعنی مٹا دیا جائے تو وہ تصویر اور مُورتی نہ رہے گی کیونکہ بغیر سر اس کی عبادت نہیں کی جاتی (ت)

عنایہ میں ہے:

انہ لایعبد بلا راس فکان کالجمادات[4]۔

اگر سر نہ ہو تو اس کی عبادت نہ ہوگی کیونکہ وہ محض بے جان چیزوں کی طرح ہے۔ (ت)

---

[1] فتح القدیر کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۳۶۳

[2] تبیین الحقائق " ۱/۱۶۶ و بحر الرائق کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ۱/۲۸

[3] الھدایہ " باب مایفسد الصلوٰۃ الخ المکتبۃ العربیہ کراچی ۱/۱۲۲

[4] العنایۃ شرح الھدایۃ علی ہامش فتح القدیر باب مایفسد الصلوٰۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۳۶۳

خلاصہ وفتح وحلیہ وبحر میں ہے:

واللفظ لہ لااعتبار بقطع الیدین او الرجلین[1] اھ وکذا ھو فی الخلاصۃ ثم الحلیۃ بحرف التردید ولفظ المحقق لوقطع یدیھا ورجلیھا لاترفع الکراھۃ[2] اھ اعنی بحرف الجمع وھو المراد۔

بحرالرائق کے الفاظ یہ ہیں: اگر دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کٹے ہوئے ہوں تو ان کا کچھ اعتبار نہیں اھ اور اسی طرح خلاصہ اور پھر حلیہ میں حرفِ تردید (لفظِ او) کے ساتھ ہے۔ اور محقق کے الفاظ یہ ہیں: اگر دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ ڈالے تو کراہت ختم نہ ہوگی اھ میری مراد یہ ہے کہ (یہاں پر عبارت) حرف جمع (یعنی لفظ واؤ کے ساتھ) ہے اور یہی مراد ہے۔ (ت)

غنیہ میں دونوں مسئلہ صغیرہ ومقطوعۃ الراس کی تعلیل میں لکھا:

لانھا لاتعبد فانتفی التشبہ الذی ھو سبب الکراھۃ[3]

اس لئے کہ (تصویر صغیر اور مقطوع الرأس) کی عبادت نہیں کی جاتی، لہذا وہ شبہہ زائل ہوگیا جو کراہت کا سبب ہے۔ (ت)

www.alahazratnetwork.org

(۳) شمع یا چراغ یا قندیل یا لیمپ یا لالٹین یا فانوس نماز میں سامنے ہو تو کراہت نہیں کہ ان کی عبادت نہیں ہوتی اور بھڑکتی آگ اور دہکتے انگاروں کا تنور یا بھٹی یا چولھا یا انگیٹھی سامنے ہوں تو مکروہ کہ مجوس ان کو پوجتے ہیں۔ عنایہ میں بعد عبارت مذکورہ آنفا ہے:

فصار کالصلوۃ الی شمع او سراج فی انھما لایعبدان ویکرہ لوکان بین یدیہ کانون فیہ جمر اونار موقدۃ[4]

پھر وہ شمع یا چراغ کی طرح ہے کہ ان کی طرف منہ کرکے نماز پڑھے کیونکہ ان کی عبادت نہیں کی جاتی (لہذا کراہت نہیں) لیکن نماز مکروہ ہے جبکہ نمازی کے سامنے ایسا چولھا رکھا ہو کہ جس میں بھڑکتی ہوئی آگ کے انگارے ہوں۔ (ت)

---

[1] بحرالرائق کتاب الصلوۃ باب مایفسد الصلوۃ ومایکرہ فیھا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۲۸

[2] فتح القدیر " " " " " " " مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۶۳

[3] غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی فصل کراھیۃ الصلوۃ سہیل اکیڈمی لاہور ص ۳۵۹

[4] العنایۃ شرح الھدایۃ علی ہامش فتح القدیر باب مایفسد الصلوۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۶۳

فتح زیر مسئلہ شمع ہے:

لانھم لایعبدونہ بل الضرام جمرا اونارا[1]۔

اس لئے کہ مشرکین اس کی عبادت نہیں کرتے بلکہ بھڑکتے انگارے یا آگ کی۔ (ت)

تبیین الحقائق و بحرالرائق میں ہے:

قال رحمہ اللہ تعالٰی اوشمع او سراج لانھما لایعبدان والکراھۃ باعتبارھا وانما یعبدھا المجوس اذا کانت فی الکانون وفیھا الجمر اوفی التنور فلا یکرہ التوجہ الیھا علی غیر ذٰلک الوجہ[2] اھ **اقول** البحر تبع التبیین فی قولہ والکراھۃ باعتبارھا فرجع الی الصواب۔

دونوں نے فرمایا (اللہ تعالٰی اُن پر رحم فرمائے) شمع یا چراغ کی طرف (بحالتِ نماز منہ کرنا مکروہ نہیں اس لئے کہ ان دونوں کی عبادت نہیں کیجاتی، اور کراہت عبادت کی وجہ سے ہوا کرتی ہے، اور آتش پرست آگ کی عبادت کرتے ہیں جبکہ چولھے اور تنور میں آگ کے انگارے ہوں، لہذا اسکی طرف رُخ کرنا بغیر اس وجہ کے ہو تو مکروہ نہیں اھ

اقول (میں کہتا ہوں) مصنف بحرالرائق نے تبیین کے اس قول "کراہت بلحاظ عبادت ہوتی ہے" میں اس کا اتباع کیا لہذا وہ راہِ صواب کی طرف لوٹ گیا۔ (ت)

کافی میں ہے:

ان قطع الراس فلاباس بہ لانہ لایعبد بلاراس ولھذا لوصلی الی تنور اوکانون فیہ نار کرہ لانہ یشبہ عبادتھا والی قندیل اوشمع او سراج لاعدم التشبہ[3]۔

اگر تصویر کا سر کاٹ دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ بغیر سر تصویر کی عبادت نہیں کی جاتی، لہذا اگر ایسے چولھے یا تنور کی طرف نماز پڑھے کہ جس میں آگ ہو تو مکروہ ہے کیونکہ اسکی عبادت کے مشابہ ہے، اور اگر قندیل یا شمع یا چراغ کی طرف (منہ کرکے نماز پڑھے) تو کراہت نہیں اس لئے کہ اس میں کوئی تشبہ عبادت نہیں۔ (ت)

---

[1] فتح القدیر کتاب الصلوٰۃ فصل ویکرہ للمصلی مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۶۴

[2] تبیین الحقائق کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ الخ المطبعۃ الکبرٰی بولاق مصر ۱/ ۱۶۷

بحرالرائق " " " " ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۳۲

[3] الکافی شرح الوافی

محیط امام شمس الائمہ سرخسی پھر ہندیہ میں ہے:

من توجہ فی صلوٰتہ الی تنور فیہ نار تتوقد اوکانون فیہ نار یکرہ ولو توجہ الی قندیل اوالی سراج لم یکرہ[1]

جو شخص اپنی نماز میں ایسے تنور یا چولھے کی طرف منہ کرے کہ جس میں آگ بھڑک رہی ہو تو کراہت ہوگی، لیکن اگر قندیل یا چراغ کی طرف منہ کرے تو کراہت نہ ہوگی۔ (ت)

فتاوٰی امام اجل قاضی خاں میں ہے:

یکرہ ان یصلی وبین یدیہ تنور اوکانون فیہ نار موقدۃ لانہ یشبہ عبادۃ النار وان کان بین یدیہ سراج اوقندیل لا یکرہ لان لایشبہ عبادۃ النار[2]

یہ مکروہ ہے کہ آدمی (اس حالت میں نماز پڑھے) کہ اس کے آگے ایسا تنور یا چولھا ہو کہ جس میں آگ بھڑک رہی ہو، اس لئے کہ یہ صورت عبادت آگ کے مشابہ ہے۔ اور اگر اس کے سامنے چراغ یا قندیل ہو تو مکروہ نہیں کیونکہ یہ عبادت آگ کے مشابہ نہیں۔ (ت)

اسی طرح اس سے لایکرہ تک خزانۃ المفتین میں ہے۔

اقول ھذہ نصوص الائمۃ الاجلۃ فسقط مافی القنیۃ ان المجوس یعبدون الجمر لا النار الموقدۃ[3] اھ وان تبعہ فی الدر والتمرتاشی[4] ثم السید ابوالسعود الازھری ثم السید الطحطاوی فی حاشیۃ المراقی وایضا الدرر ولفظہ لان المجوس لایعبدون الذھب بل الجمر[5] اھ ومثلہ فی مجمع الانھر واشار

اقول (میں کہتا ہوں) یہ جلیل القدر ائمہ کی تصریحات ہیں۔ لہذا قنیہ میں جو ہے وہ ساقط ہوگیا کیونکہ آتش پرست آگ کے انگاروں کی عبادت کرتے ہیں نہ کہ آگ کے شعلوں کی اھ مصنف درمختار، امام تمرتاشی، سید ابومسعود ازہری، سید طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح اور مصنف الدرر ان سب بزرگوں نے اس کا اتباع کیا ہے، اور اسکے الفاظ یہ ہیں: مجوس آگ کے

---

[1] فتاوٰی ہندیۃ بحوالہ المحیط السرخسی کتاب الصلوٰۃ الباب السابع الفصل الثانی نورانی کتبخانہ پشاور ۱/۱۰۸

[2] فتاوٰی قاضیخان کتاب الصلوٰۃ باب الحدث فی الصلوٰۃ ومایکرہ فی الصلوٰۃ نولکشور لکھنؤ ۱/۵۷

[3] القنیۃ المنیۃ کتاب الکراہیۃ باب الکراہیۃ فی الوضوء وکیفیات الصلوٰۃ مطبوعہ کلکتہ ص ۱۴۹

[4] الدرالمختار " باب مایفسد الصلوٰۃ " " " " مطبع مجتبائی دہلی ۱/۹۳
فتح المعین بحوالہ تمرتاشی " " " " " " " ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۲۴۶

[5] الدرر الحکام شرح غرر الاحکام " " " " " " " " میر محمد کتب خانہ کراچی ۱/۱۱۰

www.alahazratnetwork.org

الیہ الشرنبلالی فی مراقیہ ثم الزاھدی نفسہ اظھر ضعفہ اذ قال بعدہ حتی قیل لاتکرہ الی النار الموقدۃ اھ[1] **اقول** ان کان صحیحا انھم لایعبدونھا فما معنی تعبیر ھذا القیل بقیل الا ان یقال ان الموقدۃ قلما تخلو عن جمر وفیہ نظر بل لاتشمل علیہ الا قرب الانتھاء ثم ربما تکون الموقدۃ من حشیش ونحوہ ولاجمر ثمہ واللہ تعالٰی اعلم۔

شعلوں کی عبادت نہیں کرتے بلکہ آگ کے انگاروں کی عبادت کیا کرتے ہیں اھ اور اسی طرح مجمع الانہر میں ہے، اور علامہ شرنبلالی نے بھی مراقی الفلاح میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے، پھر خود علامہ زاہدی نے اس کے ضعف کی طرف لفظ قیل کے ساتھ اس کی تعبیر فرمائی، چنانچہ اس کے بعد اُس نے کہا یہاں تک کہ یہ کہا گیا ہے کہ شعلہ زن آگ کی طرف (نماز میں منہ کرنا) مکروہ نہیں اھ **اقول** (میں کہتا ہوں) اگر یہ بات صحیح ہے کہ آتش پرست نری آگ کی عبادت نہیں کرتے تو اس کی تعبیر لفظ قیل کے ساتھ کرنے کا کیا مطلب ہے، مگر یہ کہ کہا جائے کہ شعلہ زن آگ بہت کم انگاروں سے خالی ہوتی ہے، لیکن یہ موجبِ اشکال ہے۔ بلکہ انگاروں پر صرف آخر میں مشتمل ہوتی ہے (اور یہ بھی غور کرنا چاہئے کہ) بسا اوقات آگ گھاس اور اُس جیسی چیزوں سے جس میں بالکل (برائے نام بھی) انگارے نہیں ہوتے۔ واللہ تعالٰی اعلم

www.alahazratnetwork.org

(۴) مصحف شریف

(۵) تلوار وغیرہ ہتھیار کا سامنے ہونا مکروہ نہیں کہ ان کی عبادت نہیں ہوتی،

کما فی الکتب الثلٰثۃ وعامۃ الکتب ولفظ الامام الزیلعی انھما لایعبدان وباعتبارھا تثبت الکراھۃ وفی استقبال المصحف تعظیمہ وقد امرنا بہ[2]۔

جیسا کہ تین کتابوں اور عام کتابوں میں مذکور ہے اور امام زیلعی کے الفاظ یہ ہیں اُن دونوں کی (مصحف شریف اور تلوار کی) عبادت نہیں کی جاتی۔ اور کراہت باعتبار عبادت ثابت ہوتی ہے اور مصحف شریف کی طرف منہ کرنا اس میں اس کی تعظیم، اور ہمیں اس کی تعظیم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (ت)

---

[1] القنیۃ المنیۃ کتاب الکراھیۃ باب الکراھیۃ فی الوضوء الخ مطبوعہ کلکتہ انڈیا ص ۱۴۹

[2] تبیین الحقائق کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ الخ المطبعۃ الکبری بولاق مصر ۱/۱۶۷

اقول (میں کہتا ہوں) یہ وہی فرق نفیس ہے کہ صدر کلام میں فقیر نے گزارش کیا،

ولفظ البحر اما المصحف فلان فی تقدیمہ تعظیمہ وتعظیمہ عبادۃ والاستخفاف بہ کفر فانضمت ھذہ العبادۃ الی عبادۃ اخری فلاکراھۃ[1] اھ فاحفظہ فانہ ینفعک۔

بحر رائق کے الفاظ یہ ہیں رہا مصحف تو اس کی تقدیم میں اس کی تعظیم ہے اور اسکی تعظیم بلاشبہ عبادت ہے اور اس کا استخفاف کفر ہے۔ پھر یہ عبادت ایک دوسری سے پیوستہ ہوگئی لہذا بالکل کراہت نہ رہی اھ پھر اس کو یاد رکھئے بلاشبہہ یہ آپ کو فائدہ دے گا۔ (ت)

(۶) تصویر صغیر پر قیاس فرما کر مستور سے بھی نفی کراہت کی کہ ظاہر نہ ہونے میں اس کے مثل ہے جیسے جیب یا بٹوے میں روپیہ یا بعض ترکی ٹوپیوں میں کہ نصاری کی بنائی ہوتی ہیں اندر کی جانب تصویر ہوتی ہے ان صورتوں میں نماز مکروہ نہیں مگر ناجائز تصویریں حفاظت سے رکھ چھوڑنا خود ہی منع ہے اگرچہ صندوق میں بند رکھے اور نہ کھولے اگرچہ وہاں نماز مکروہ نہ ہوگی۔ محیط وخلاصہ و حلیہ وبحر میں ہے:

www.alahazratnetwork.org

رجل فی یدہ تصاویر وھو یؤم الناس لاتکرہ امامتہ لانھا مستورۃ بالثیاب فصار کصورۃ فی نقش خاتم وھو غیر مستبین[2] اھ ولفظ الخلاصۃ اذا کانت فی یدہ (وفی نسخۃ علی یدیہ) وھو یصلی لاباس بہ لانہ مستور بثیابہ وکذا لو کانت علی خاتمہ[3] اھ عزا فی

کسی شخص کے بازو میں تصویریں ہیں اور لوگوں کی امامت کراتا ہے تو اس کی امامت مکروہ نہ ہوگی اس لئے کہ یہ تصویریں کپڑوں سے چھپی ہوئی ہیں۔ اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے انگوٹھی کے نقش میں تصویر ہو جبکہ وہ واضح نہ ہو اھ خلاصہ کے الفاظ یہ ہیں: اگر کسی کے بازو میں، اور ایک نسخہ میں ہے اس کے دونوں بازوؤں میں تصویر ہو اور وہ اس حالت میں نماز پڑھے تو کچھ حرج نہیں کیونکہ وہ کپڑوں سے ڈھانپی ہوئی ہیں۔ اور اسی طرح اگر انگوٹھی پر تصویر ہو اھ

---

[1] بحر الرائق کتاب الصلوۃ باب مایفسد الصلوۃ ومایکرہ فیھا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۱

[2] بحر الرائق بحوالہ المحیط " " " " " " " " " ۲/۲۷

[3] خلاصۃ الفتاوی " الجنس فیما یکرہ فی الصلوۃ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۱/۵۸

الحلیۃ العبارۃ الاولی للمحیط والخلاصۃ معا وفرق فی البحر فاحسن وقال تحت قول المحیط وھو یفید ان المستبین فی الخاتم تکرہ الصلوٰۃ معہ[1] اھ **اقول** العادۃ ان الخاتم لایکون علیھا الاغیر مستبین بل لعل الخاتم لایحتمل الا ایاہ فقول المحیط و ھو غیر مستبین لبیان العلۃ الجامعۃ بین نقش الخاتم والمستور، قال البحر ویفید انہ لایکرہ ان یصلی و معہ صرۃ اوکیس فیہ دنانیر او دراھم فیھا صور صغار لاستتارھا[2] اھ واعترضہ فی النھر بان عدم الکراھۃ فی الصغار غنی عن التعلیل بالاستتار بل مقتضاہ ثبوتھا اذا کانت منکشفۃ وسیأتی انھا لاتکرہ الصلوٰۃ لکن یکرہ کراھۃ تنزیہ جعل الصورۃ فی البیت لخبران الملٰئکۃ لاتدخل بیتا

چنانچہ حلیہ میں پہلی عبارت کی محیط اور خلاصہ کی طرف نسبت کی، اور بحر رائق میں بہت اچھے انداز سے فرق کیا ہے، اور محیط کے قول کے ذیل میں فرمایا اور اس سے یہ فائدہ برآمد ہوا کہ اگر انگوٹھی میں نقوش واضح ہوں تو اس کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ ہے اھ **اقول** (میں کہتا ہوں) عادت کے مطابق انگوٹھی پر نقوش واضح نہیں ہوتے بلکہ شاید انگوٹھی غیر واضح نقوش کے علاوہ کوئی اور دوسرا احتمال ہی نہیں رکھتی، لہذا محیط کا یہ کہنا کہ انگوٹھی کے غیر واضح نقوش ہوا کرتے ہیں، ایسی علت کے بیان کیلئے ہے جو انگوٹھی کے نقش مستور کے لئے جامع ہے۔ صاحب بحر رائق نے فرمایا: اس سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ اگر تھیلی یا بٹوہ میں درہم، دینار رکھے ہوں اور ان کے ساتھ نماز پڑھے جبکہ ان میں چھوٹی چھوٹی تصویریں ہوں تو کراہت نہ ہوگی اس لئے کہ وہ مستور ہیں اھ النہر الفائق میں اس پر اعتراض کیا کہ چھوٹی تصویروں میں بوجہ صغر عدم کراہت کیلئے کافی ہے لہذا تعلیل بالاستتار کی ضرورت نہیں بلکہ اس کا مقتضٰی ثبوتِ کراہت ہے جبکہ وہ کھلی ہوں۔ ابھی آئیگا کہ نماز مکروہ نہ ہوگی، لیکن گھر میں تصویر رکھنا مکروہ تنزیہی ہے اس حدیث کی بنا پر کہ "اس گھر میں فرشتے نہیں جاتے جس میں

www.alahazratnetwork.org

---

[1] بحر الرائق کتاب الصلوٰۃ باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۲۷

[2] " " " " " " " " ۲/ ۲۷

فیہ کلب اوصورۃ اھ نقلہ فی المنحۃ[1] مقرا علیہ **اقول** وھو کما قال وکانت زیادۃ الصغار وقع وفاقا فان المعھود فی الدراھم والدنانیر ھی الصغار لکن فی قولہ لکن ما قد علمت ان الصغار لا تکرہ فی البیت ایضا کما مر تصریحہ عن الفتح، وقد تظافروا علی نقل اٰثار فیھما عن الصحابہ رضی اللہ تعالٰی عنھم وقدمنا عن الامام فخر الاسلام ان امساک الصورۃ علی سبیل التعظیم ظاھرا مکروہ الخ فقید بالظاھر فغیرہ لایؤثر کراھۃ لا فی الصلٰوۃ ولا فی الامساک، قال البحر و یفید انہ لوکان فوق الثوب الذی فیہ صورۃ ثوب ساتر لہ فانہ لایکرہ ان یصلی فیہ لاستتارھا بالثوب الاٰخر واللہ سبحنہ اعلم اھ[2]

کتا یا تصویر ہو اھ منحۃ الخالق میں اس کا اقرار کرتے ہوئے اسے نقل فرمایا۔ **اقول** (میں کہتا ہوں) اور وہ اسی طرح ہے جیسا کہ موصوف نے کہا ہے، گویا چھوٹے پن کا اضافہ اتفاقیہ واقع ہوا کیونکہ درہم و دینار میں نقوش تصویر کا چھوٹا ہونا ایک امر معہود ہے لیکن اس کے قول "لکن یکرہ" میں آپ جانتے ہیں کہ چھوٹی تصویر گھر میں ہو تو کوئی کراہت نہیں۔ جیسا کہ اس کی تصریح فتح القدیر کے حوالہ سے پہلے گزر چکی۔ ائمہ کرام نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم سے ایسے آثار نقل کرنے پر باہم اتفاق اور تعاون فرمایا اور ہم اس سے پہلے فخر الاسلام کے حوالے سے ذکر کر چکے ہیں کہ بر ملا کسی تصویر کو بطور تعظیم اٹھائے رکھنا مکروہ الخ موصوف نے اپنے کلام میں "الظاھر" کی قید لگائی، پس اس کا واضح مفہوم یہ ہے کہ اگر تصویر ظاہر نہ ہو تو پھر کراہت میں اس کا کوئی اثر نہیں، نہ نماز میں اور نہ اُسے اٹھائے رکھنے میں، مصنف بحر الرائق نے فرمایا: اس سے یہ فائدہ برآمد ہوا کہ جس کپڑے میں کوئی تصویر ہو پھر اس کے اوپر کوئی دوسرا کپڑا ڈال کر اسے چھپا لیا جائے تو پھر ایسے کپڑے پر نماز پڑھنی مکروہ نہیں اس لئے کہ وہ دوسرے کپڑے

---

[1] منحۃ الخالق علی البحر الرائق کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیھا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۲۷

[2] بحر الرائق کتاب الصلٰوۃ باب مایفسد الصلٰوۃ ومایکرہ فیھا ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۲/ ۲۷

www.alahazratnetwork.org

اقول ولا قرۃ عین فیہ لمن یمسك التصاویر فی صندوقہ لینظر فیھا متی شاء فانھا وان کانت مستورۃ مادامت فی الصندوق لکنہ یفتحہ و یخرجھا فتظھر فیاتی التحریم والامساك لامر ممنوع ممنوع کمن امسك امرأۃ لیفجر بھا فھو فی اثم الفجور حین لایفجر لان الاعمال بالنیات، نسأل اللہ السلامۃ بل لو امسکھا ولم یقصد النظر فیھا متی شاء کان فیہ حفظ ما فیہ الفساد فکان کامساك آلۃ اللھو لمن لایضرب قال الامام الاجل قاضیخان فی فتاواہ لو امسك شیئا من ھذہ المعازف والملاھی یکرہ و یاثم و ان کان لایستعملھا لان امساك ھذہ الاشیاء للھو عادۃ[1]۔

سے چھپا لیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالٰی پاک و منزّہ ہے، وہ سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہے۔

اقول (میں کہتا ہوں) اس میں کوئی آنکھوں کی ٹھنڈک نہیں اس آدمی کے لئے جو اپنے صندوق میں تصویریں بند کر رکھے اس مقصد کے لئے کہ جب چاہے صندوق کھول کر انھیں دیکھ لے، مذکورہ تصویریں اگرچہ صندوق میں بند ہونے کی وجہ سے مستور ہیں جب تک کہ صندوق میں ہیں لیکن جب وہ صندوق کو کھولے گا اور انھیں نکالے گا تو وہ سامنے آجائیں گی پھر حرمت پیدا ہوجائے گی کیونکہ کسی امر ممنوع کے لئے کسی چیز کو روکے رکھنا بھی ممنوع ہے، اس کی مثال اس آدمی جیسی ہے کہ جس نے کسی عورت کو اپنی نگرانی میں پابند کر رکھا تھا تاکہ موقع پر اس سے بدکاری کا ارتکاب کرے، پھر جس وقت تک وہ بدکاری نہ کرے گا اس وقت بھی بدکاری کرنے کے گناہ میں گرفتار ہوگا اس لئے کہ اعمال کا مدار انسانی ارادوں پر ہے، لہٰذا ہم اللہ تعالٰی سے سلامتی کا سوال کرتے ہیں، بلکہ اگر اُس نے اسے روک رکھا اور جب چاہے دیکھنے کا ارادہ بھی نہ کیا تو پھر بھی اس میں یہ خرابی ہے کہ اس نے اس صورت میں اُسی چیز کی حفاظت کی جس میں فساد ہے، اور اسی طرح یہ ہے کہ جیسے کوئی آدمی گانا بجانا نہیں کرتا لیکن گانے کے آلات و اسباب کو اپنے پاس روکے رکھتا ہے چنانچہ ہمارے ایک جلیل القدر امام فقیہ قاضی خاں نے اپنے فتاوٰی میں ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص گانے بجانے اور لہو میں سے کسی چیز کو اپنے پاس روکے رکھے مکروہ ہے اور وہ اسی طرح کرنے سے گنہگار ہوگا اگرچہ انھیں اپنے استعمال میں نہ لائے، کیونکہ اس قسم کے آلات و اسباب کو

40
40

---

[1] فتاوٰی قاضیخان کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی التسبیح والتسلیم الخ نولکشور لکھنؤ ۴/ ۷۹۳

www.alahazratnetwork.org

روکے رکھنا عادتاً کھیل تماشے کے لئے ہی ہوتا ہے۔(ت)

(۷) چاند، سورج، ستاروں اور درختوں کی تصویریں نماز میں سامنے ہوں تو حرج نہیں کہ مشرکین نے اگرچہ ان اشیاء کو پوجا مگر ان تصویروں کی عبادت نہیں کرتے، سومنات اگرچہ معبدِ قمر تھا، سوم بمعنے قمر ہے اور ناتھ بمعنے مالک، مگر اس میں بُت تھا جسے صورت روحانیت قمر قرار دیا تھا نہ شکل ہلالی یا قمری یا بدری کی تصویر، ردالمحتار میں درایہ شرح ہدایہ سے ہے:

فان قیل عبد الشمس والقمر والکواکب والشجرۃ الخضراء قلنا عبد عینہ لاتمثالہ[1] اھ **اقول** وبہ ظھر بطلان ما بحث القاری فی المرقاۃ اذ قال ما عبد من دون اللہ ولو کان من الجمادات کالشمس والقمر ینبغی ان یحرم تصویرہ[2] اھ وھو کما تری بحث غریب ساقط لادلیل علیہ ولا اثر لہ فی کلام الائمۃ بل مخالف لاطلاقات جمیع کتب المذھب متونا وشروحا وفتاوی واللہ الموفق ھذا، ثم قال العلامۃ الکاکی فعلی ھذا ینبغی ان یکرہ

اگر یہ کہا جائے سورج، چاند، ستارے اور سرسبز درختوں کی عبادت کی جاتی ہے (تو پھر ان کی تصویروں کا کیا حکم ہے) ہم اس کے جواب میں عرض کرتے ہیں کہ اشیاء مذکورہ کی عین ذات کی عبادت کی جاتی ہے نہ کہ ان کی تصویروں کی اھ **اقول** (میں کہتا ہوں) اس سے اس قول کا باطل ہونا واضح ہوگیا کہ ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوۃ میں جس سے بحث کی، چنانچہ موصوف نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی کے سوا جس کی عبادت کی جائے اگرچہ وہ بے جان چیزوں میں سے ہو جیسے سورج اور چاند وغیرہ، تو مناسب یہ ہے کہ اسکی تصویر حرام قرار دی جائے اھ یہ جو کچھ فرمایا جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں ایک بحث غریب ہے جو درجۂ اعتبار سے ساقط ہے کیونکہ اس امر پر کوئی دلیل نہیں، اور نیز ائمہ کرام کے کلام میں اس کی کوئی نشانی موجود نہیں بلکہ وہ ایک مخالف کلام ہے، ان تمام اطلاقات کے لئے جو مذہبی کتابوں میں متون،

---

[1] ردالمحتار کتاب الصلوۃ باب مایفسد الصلوۃ ومایکرہ فیھا داراحیاء التراث العربی بیروت ۱/۴۳۶

[2] مرقات المفاتیح شرح المشکوۃ المصابیح کتاب اللباس باب التصاویر الفصل الاول ۸/۲۷۳

استقبال عین ھذہ الاشیاء
قال الشامی ای لانھا عین
ماعبد بخلاف مالوصورھا
واستقبل صورتھا[1] **اقول**
تفریع عجیب و بحث غریب
فالمسافرون فی الفضاء
والبحر بما لا یجدون
ملجاء من استقبال الشمس
فی العصر والقمر فیھا و
فی المغرب او فی العشاء
ولامحید لھم عن استقبال
الکواکب فی العشاء واین
یھرب المصلی فی الغیاض
والریاض عن استقبال
شجرۃ خضراء بل ربما
لایجد لہ سترۃ غیرھا
فیلجأ الیھا بحکم الشرع
وروی الامام احمد و
ابوداؤد وعن المقداد
بن الاسود رضی اللہ تعالٰی
عنہ قال ما رایت
رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ

شروح اور فتاوٰی کی صورت میں موجود ہیں، اور اللہ تعالٰی ہی اس کی توفیق بخشنے والا ہے، علامہ کاکی نے فرمایا کہ پھر تو اس بنا پر مناسب یہ ہے کہ ان تمام چیزوں کی بعینہٖ ذات کی طرف منہ کرنا مکروہ ہے، چنانچہ علامہ شامی نے فرمایا کہ تمام وہ چیزیں جن کی عبادت کی جاتی ہے ان کا عین ہیں بخلاف اس کے کہ ان کی تصویر بنائیں اور پھر اس تصویر کی طرف منہ کریں اھ **اقول** (میں کہتا ہوں) یہ ایک عجیب تفریع اور نادر بحث ہے کہ مسافر کھلی فضا اور سمندر میں کوئی ٹھکانا نہیں پاتے، عصر کے وقت سورج کی طرف منہ کرنے سے اور چاند کی طرف منہ کرنے سے اور مغرب یا عشاء میں اور عشاء کے وقت ستاروں کی طرف منہ کرنے سے لوگ کہیں نہیں بھاگ سکتے۔ اور جنگلات اور باغات میں نمازی کہاں بھاگ کر جاسکتا ہے کیونکہ جنگلوں اور باغوں میں ہرے بھرے درختوں کی طرف منہ کرنے سے بلکہ بسا اوقات وہ ان کے بغیر کوئی سترہ ہی نہیں پاتا، پھر حکم شریعت کی بنا پر ان کی طرف پناہ لیتا ہے، امام احمد اور امام ابوداؤد نے مقداد بن اسود سے روایت کی (اللہ تعالٰی ان سے راضی ہو) موصوف نے فرمایا میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کسی

---

[1] ردالمحتار بحوالہ معراج الدرایہ کتاب الصلوٰۃ باب ما یفسد الصلوٰۃ الخ داراحیاء التراث العربی ۱/۴۲۶

www.alahazratnetwork.org

وسلم صلی الی عود ولا عمود ولا شجرۃ الا جعلہ علی حاجبہ الایسر او الایمن ولا یصمد لہ صمدا[1] ثم ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم انما نھی عن الصلوٰۃ حین تشرق الشمس وحین تستوی وحین تتدلی للغروب ولم یقیدہ بکونھا قبالۃ المصلی بل اینما کانت و لو وراء ظھرہ ولو فی غیم غلیظ و علل بانھا تکون اذ ذاک بین قرنی الشیطٰن لا بانھا عبدت من دون الرحمٰن ولعل شدۃ بعدھا و القمر والنجوم تغنی عن السترۃ فلابی داؤد عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اذا صلی احدکم الی غیر السترۃ فانہ یقطع صلوٰتہ الحمار والخنزیر والیھودی والمجوسی والمرأۃ ویجزئ عنہ اذا مروا بین یدیہ علی قذفۃ بحجر[2] وللطحاوی یکفیک

لکڑی، کسی ستون اور کسی درخت کی طرف نماز پڑھتے ہوئے نہ دیکھا مگر آپ نے انھیں اپنے دائیں یا بائیں ابرو کی طرف رکھا اور بالکل ان کی طرف سیدھ نہ فرمائی، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں کو اس وقت نماز پڑھنے سے روکا جب سورج چڑھ رہا ہو یا دوپہر کے وقت وسطِ آسمان میں ٹھہر جائے یا غروب کے قریب ہو جائے، اور اس کو اس بات سے مقید نہ کیا کہ وہ نمازی کے سامنے اور اس کے مقابل ہو بلکہ جہاں بھی ہو اس کے لئے یہی حکم دیا اگرچہ وہ اسکے پس پشت ہو اور گہرے بادل میں چھپا ہوا ہو، اور اسکی تعلیل یہ بیان فرمائی کہ اوقاتِ مذکورہ میں سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہوتا ہے نہ یہ کہ اس وقت خدائے رحمان کے علاوہ اس کی پرستش کی جاتی ہے شاید اس کی وجہ زیادہ دور ہونا ہے، چاند اور ستارے نمازی کو سُترہ سے بے نیاز کر دیتے ہیں (مطلب یہ کہ اُن کے آگے کسی آڑ کی ضرورت نہیں) چنانچہ ابوداؤد میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات گرامی سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا، اگر تم میں سے کوئی شخص بغیر سترہ کے نماز پڑھے تو گدھا، سور، یہودی، آتش پرست اور عورت اس کی نماز کو قطع کر دیتے ہیں اور جب وہ اس کے آگے سے گزریں تو اس کی طرف سے یہی کافی ہے کہ ایک پتھر پھینکنے

---

[1] سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب اذا صلی الی ساریۃ او نحوھا آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۱۰۰

[2] " " " " باب ما یقطع الصلوٰۃ " " " " ۱/۱۰۲

www.alahazratnetwork.org

اذا کانوا منك قدر رمیۃ[1] وفی صلوٰۃ الھندیۃ عن التتارخانیۃ ان کانت القبور وراء المصلی لایکرہ فانہ ان کان بینہ وبین القبر مقدار ما لو کان فی الصلوٰۃ ویمر انسان لایکرہ فھھنا ایضا لایکرہ[2] اھ

اما الشجر **فاقول** کونھم عبدوا نوعا او شخصا من الشجر لا یلزم کراھۃ الاستقبال الا الی ذٰلك النوع او الشخص بخصوصہ لا الی کل شجرۃ ولیس ذٰلك مثل التمثال فان الحکم متعلق بنفسہ من دون نظر الی کونہ صورۃ ما عبدوہ اولا کما سیاتیك تحقیقہ ان شاء اللہ تعالٰی بخلاف الاعیان فلا یعتبر فیھا الجنس بل خصوص ما عبد علی وجہ

کی مقدار دُور ہو (یعنی اگر اتنی مقدار دور سے گزریں تو کوئی حرج نہیں) اور امام طحاوی کی روایت میں ہے (اے نمازی!) تجھے یہی کافی ہے کہ گزرنے والا تجھ سے ایک تیر پھینکنے کی مقدار ہو۔ فتاوٰی عالمگیری بحث صلوٰۃ میں تاتارخانیہ کے حوالے سے منقول ہے اگر قبریں نمازی کے پس پشت ہوں تو کوئی کراہت نہیں بشرطیکہ نمازی اور قبر کے درمیان اتنی مقدار مسافت ہو کہ جتنی نماز میں نمازی کے آگے ہونی چاہیے کہ اگر کوئی آدمی اس کے آگے سے گزرے تو کراہت نہ ہو، تو یہاں بھی اس قدر مسافت ہو تو کراہت نہ ہوگی اھ رہا درختوں کا معاملہ **فاقول** (تو اس کے متعلق میں کہتا ہوں کہ) مشرکین کسی نوع یا کسی فرد معین درخت کی عبادت کرنے سے اس کی طرف منہ کرنے سے کراہت لازم آئے گی مگر یہ اس وقت ہوگا جبکہ اس نوع یا خصوصی فرد کی طرف منہ کرے اور یہ معاملہ ہر درخت کے ساتھ نہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا معاملہ تصویر جیسا نہیں اس لئے کہ حکم اس کی ذات سے وابستہ ہے اس پر نظر کئے بغیر کہ یہ اس کی تصویر ہے کہ جس کی پہلے مشرکین نے عبادت کی یا نہیں جیسا کہ ان شاء اللہ تعالٰی عنقریب اس کی تحقیق تیرے پاس آجائیگی بخلاف اعیان (ذوات) کہ اُن میں

---

[1] شرح معانی الآثار " باب المرور بین یدی المصلی الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱/۳۰۹

[2] فتاوٰی ہندیۃ " الباب السابع الفصل الثانی نورانی کتب خانہ پشاور ۱/۱۰۷

www.alahazratnetwork.org

عبد الا تری الی ما مر من الفرق بین تنور فیہ نار وبین شمع وسراج اولا تری ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یستترفی صلوتہ براحلتہ ولم یمنعہ عن ذلک کونہا من جنس الحیوان الذی یعبدہ المشرکون نوع البقر وعبدوا شخص عجل السامری، اخرج الشیخان عن ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کان یعرض راحلتہ فیصلی الیہا[1]، وفی الفتح ان استتر بظہر جالس کان سترۃ وکذا الدابۃ واختلفوا فی القائم[2] اھ وفیہ وفی الہندیۃ عن النہایۃ قالوا حیلۃ الراکب ان ینزل

جنس کا اعتبار نہیں کیا جاتا بلکہ اس میں جس کی عبادت کی جائے جس وجہ پر عبادت کی جائے اس خصوص کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے اس گزشتہ فرق کو جو ایسے تنور کہ جس میں آگ ہو اور شمع اور چراغ کے درمیان کیا گیا ہے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنی نماز میں اپنی سواری (ناقہ) کو پردہ اور آڑ بناتے اور اس رویہ سے آپ کو یہ چیز نہ روکتی کہ ناقہ اس جنسی حیوان میں سے ہے کہ جس کی ایک قسم گائے کی مشرکین عبادت کرتے رہے اور سامری کے بنائے ہوئے فرد معین بچھڑے کی پرستش کرتے رہے، چنانچہ بخاری اور مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے حوالے سے تخریج فرمائی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب نماز پڑھنے کا ارادہ فرماتے تو اپنی سواری (ناقہ) کو چوڑائی میں بٹھا دیتے پھر اس طرف منہ کرکے نماز پڑھتے۔ فتح القدیر میں ہے اگر کسی بیٹھے ہوئے شخص کی پیٹھ کو (نماز پڑھتے وقت) پردہ بنائے تو پھر اس کے لئے سُترہ کے قائم مقام ہے، اور کسی دوسرے جانور کا بھی یہی حکم ہے، اور کھڑے ہونے والے شخص میں ائمہ کرام نے اختلاف کیا ہے اھ اور اس میں اور فتاوٰی عالمگیری میں نہایہ کے

---

[1] صحیح البخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ الی الراحلۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۷۲

[2] فتح القدیر " باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیہا مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/۳۵۴

فیجعل الدابہ بینہ وبین المصلی فتصیر ھی سترۃ فیمر[1] اھ فالذی تحریر بما تقرر کراھۃ استقبال خصوص حیوان اوشجر اخضر یعبدہ المشرکون ان نوعا فنوعا اوشخصا فذلک الشخص عینا دون غیرہ من نوعہ بشرط ان لایکون بینہ وبین المصلی اکثر مما یؤثم المار ھذا ما ظھر لی وارجوان یکون صوابا ان شاء اللہ تعالٰی واللہ تعالٰی اعلم۔

حوالے سے ہے۔ ائمہ فقہ نے فرمایا (سفر میں سُترہ کے لئے تجویز وتدبیر یہ ہے کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والا سوار ہے تو زمین پر اتر ے، پھر گزرنے والا اپنے اور نمازی کے درمیان اپنے جانور کو آڑ بنالے، پس یہی اُس کے لئے سُترہ کی حیثیت رکھتا ہے اھ اور جو کچھ اثبات کردہ حقیقت کے مطابق تحریر ہوا کہ مشرکین جن چیزوں کی عبادت کرتے ہیں بربنائے خصوص خواہ وہ حیوان ہو یا کوئی سرسبز وشاداب درخت ہو، نماز میں اس کی طرف منہ کرنا مکروہ ہے، اگر نوع ہو تو اُس نوع کا یہی حکم ہے۔ اگر شخص (یعنی فرد معین ہو تو) پھر عین (یعنی اس فرد معین کا یہی) حکم ہے۔ لہٰذا اس نوع میں سے کوئی دوسرا مراد نہ ہوگا۔ بشرطیکہ اس کے اور نمازی کے درمیان اتنی زیادہ مسافت نہ ہو کہ جس سے گزرنے والا گناہگار ہوتا ہے۔ اور یہ وہ تحقیق ہے جو مجھ پر ظاہر ہوئے۔ اور مجھے امید ہے کہ وہ ضرور بنی بر صواب ہوگی بشرطیکہ اللہ تعالٰی چاہے۔ اور اللہ تعالٰی سب سے بڑا عالم ہے۔ (ت)

ان تمام مسائل سے واضح ہوا کہ تشبہ کے لئے اُس شے کا جنس ما یعبدہ المشرکون سے ہونا ضروری ہے **اقول** (میں کہتا ہوں) اب یہاں متعدد سوال پیدا ہوتے ہیں:

اوّل اعیان میں تو اس کے معنی ظاہر ہیں کہ خود وہی نوع یا شخص ہو جس کی عبادت مشرکین کرتے ہیں مگر تصویر میں ہرگز یہ معنی نہیں شمس وقمر کی تصویر نہ گھر میں رکھنا مکروہ نہ نماز میں سامنے ہونے سے کراہت، حالانکہ وہ معبودان باطل ہیں، اور ہر انسان وحیوان کی تصویر رکھنا بھی حرام، اور اس سے نماز بھی مکروہ، حالانکہ مشرکین ان سب کی عبادت نہیں کرتے، اس کا منشا کیا ہے، وہ جو گزرا کہ شمس وقمر کے عین کی عبادت ہوتی ہے، نہ تصویر کی، یہاں بدرجۂ اولٰی وارد ہے کہ ان کے نوعین کی عبادت ہوتی ہے نہ تصویر کی۔ اگر کہئے وہ ذی روح نہیں یہ ذی روح ہیں، ہم کہیں گے یہی تو سوال ہے کہ جب مدار عبادت پر ہے تو معبود باطل تو غیر ذی روح کی تصویر کیوں نہ منع ووجہ کراہت ہوئی، اور ذی روح

---

[1] فتح القدیر کتاب الصلوٰۃ باب ما یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۳۵۴